SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 25, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past four in the evening with Mr. Presiding ficer (Dr .Khalid Ranjha), in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی أنفُسکُم الاّ فی کتٰب من قبل
ان نبراھا انّ ذالک علی اللہ یسیر ۝ لکیلا تاسوا علٰی ما فاتکم ولا
تفرحُوا بما اٰتکم واللہ لایحب کل مختال فخور ۝ الذین یبخلون
ویامرون النّاس بالبخل ومن یتول فاِن اللہ ھوالغنی الحمید ۝

(ترجمہ) کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر
نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتۂ
تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان کام ہے۔ (یہ
سب کچھ اس لیے ہے) تاکہ جو کچھ بھی نقصان تمہیں ہو اس پر تم دل شکستہ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 25, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past four in the evening with Mr. Presiding Officer (Dr .Khalid Ranjha), in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی أنفُسکُم الاّ فی کتٰب من قبل ان نبراھا انّ ذالک علی اللہ یسیر o لکیلا تاسوا علٰی ما فاتکم ولا تفرحُوا بما اٰتکم واللہ لایحب کل مختال فخور o الذین یبخلون ویامرون النّاس بالبخل ومن یتول فاِن اللہ ھو الغنی الحمید o

(ترجمہ) کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتۂ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان کام ہے۔ (یہ سب کچھ اس لیے ہے) تاکہ جو کچھ بھی نقصان تمہیں ہو اس پر تم دل شکستہ

نہ ہو اور جو کچھ اللہ تمہیں عطا فرمائے اس پر پھول نہ جاؤ۔ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور فخر جتاتے ہیں، جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل کرنے پر اکساتے ہیں۔ اب اگر کوئی روگردانی کرتا ہے تو اللہ بے نیاز اور ستودہ صفات ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ (سورہ الحدید آیات22 تا24)

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Presiding Officer: Now let us start with leave applications first.

پروفیسر ساجد میر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ20 تا23 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کیہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر محمد علی بروہی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 تا25 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 تا 27 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد اعظم سواتی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ23 جنوری تا2 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب بابر خان غوری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ

کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ 25 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب راؤ سکندر اقبال صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر اسلام آباد سے باہر ہیں' اس لیے 25 جنوری تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب زاہد حامد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ وزیر اعظم کے ہمراہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں' اس لیے وہ مورخہ 25 جنوری تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب نوریز شکور صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے ایک قریبی عزیز کی وفات کے باعث آج مورخہ 25 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Now, I come to the next item and that is Question Hour, starting with Question No.30, Mr. Muhammad Ali Brohi.

30. ***Dr. Muhammad Ali Brohi:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.07 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state:

(a) the expected affects on crops due to low rainfall during the current year; and

(b) the steps being taken in this regard?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: (a) The Low rainfall mainly affects the crops in rain-fed areas through increased water stress. However, crops in irrigated area can be managed with relativity little effects by supplying the required water, through tube wells.

(b) The following steps have been taken:

(i) Government is promoting water management and water conservation technologies.

(ii) Irrigation and Agruculture Departments are coordinating the water supplies on the need basis to make optimum use of water.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary question? Mr. Riar Sahib.

Senator Dr. Abdullah Riar: Thank you sir. Mr. Chairman! honourable Minister has responded to the Question No.30 and said that:

(b) The following steps are being taken:

(i) Government is promoting water management and water conservation technologies.

Sir, in that regard my question is sir, that the Government of Pakistan, he can correct me if I am wrong, is spending more than 60 billion rupees for water conservation in the area, brick-linings of the water course and the project is headed by the President of Pakistan. My question is sir, that specially the areas which require the brick-linings of the water courses to conserve the water is the area of the down south where underground water is saline water and that hydrologically it does feed back the hydrological cycle of the Indus Basin System. Hence the logic of spending that resource should be, in my view, in the lining of the canals of Thatta, Badin and lower Sindh area, where there is an hydrological imbalance due to the salinity of the under soil. What I hear is that various *Chaudhries* and various other influentials in Punjab main-land where the underground water is sweet water and it negates the paradigm of the hydrological cycle of the Indus Basin Water System. So spending any resource in the brick-lining of that area should not be done. Can he asnswer the question?

Mr . Ishaq Khan Khakwani (Minister of State for Agriculture): Sir, on behalf of the Agriculture Minister...

سینیٹر آغا پری گل: جناب والا! point of order, جس علاقے کا یہ ذکر کر رہے ہیں' وہاں سارے چوہدری نہیں ہیں بلکہ خاکوانی ہیں۔ ان کی اکثر نظر چوہدریوں پر ہوتی ہے' پتا نہیں کہ کیا problem ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ریاڑ بھی چوہدری ہیں۔ کیا آپ کو پتا ہے؟

سینیٹر آغا پری گل: جو بھی ہیں لیکن چوہدریوں کی طرف ان کی زیادہ نظر ہوتی ہے۔

Senator Dr . Abdullah Riar: I am referring landlords in the Punjab and I do not mean specifically any honourable colleague.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ریاڑ بڑے زمیندار ہیں اور یہ چوہدری ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ: اور جناب یہ گوجرانوالہ میں ہیں۔ میں ان چوہدریوں کی بھی بات کرتا ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل: آپ ایسے سوال کریں ۔ ایسے تو نہ کریں کہ ایک کان ادھر سے ایک ٹانگ ادھر سے پکڑیں۔ میرا مطلب ہے کہ صحیح question کریں۔

Mr . Presiding Officer: Minister Sahib, just a minute. Abdullah Riar Sahib, please explain about yourself.

آپ کون سے چوہدری ہیں؟

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! گوجرانوالہ میں ریاڑ ہیں اور یہ چوہدری ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ: ہاں! بھنڈر صاحب varify کر رہے ہیں۔ There are Riars in Gujranwala.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : وہاں یہ باقاعدہ آپ سے ووٹ مانگتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ : بالکل جناب۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : وزیر صاحب۔

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی : جناب والا! پانی کی lining کا project بغیر کسی تفریق کے ہے۔اس پر عمل درآمد سندھ میں ہو رہا ہے ' بلوچستان میں ہو رہا ہے اور پنجاب میں بھی ہے۔یہ سندھ میں بھی ہے پنجاب میں بھی ہے ۔یہ salinity area کونسا ہے ۔یہ فارمر پر منحصر ہے کہ وہ کس area میں آ کر اپنی contribution دے کر کرانا چاہتا ہے۔اگر وہ 20% اپنی contribution دیتا ہے تو سرکار کے سامنے کوئی تفریق نہیں ہے کہ اس کو دینا ہے اس کو نہیں دینا ہے ۔اگر water resource generate کرنی ہے اور water lining کو اگر ٹھیک کرنا ہے تو اس کے لیے پانی کا جو rainfall ہے وہ regenerate ہوگا اور اگر آپ نہر کا پانی brick lining نہیں کرنا چاہتے اور جس کی وجہ سے پانی seepage ہو کر ground water کو ٹھیک کرے تو یہ farmer کے لیے ناانصافی ہے کیونکہ اپنی crops کا اس کو حق ہے کہ جتنا پانی اس کو allocate کیا گیا ہے وہ پانی اس کو ملنا چاہیے ۔اس کے لیے گورنمنٹ کی تگ دو ہے کہ وہ ان کو پورا پانی پہنچانے کے لیے tail پر پانی پورا دینے کے لیے 'جس کا وہ farmers سے revenue لیتے ہیں۔وہ پانی ان کو ملنا چاہیے ۔اس کے لیے ۶۶ ارب روپے کا ایک پروگرام بنایا گیا یہ چار سال میں پایہ تکمیل تک پہنچے گا اور انشاء اللہ اس کے اندر سب کو جب پانی ملے گا تو آپ خود دیکھیں گے کہ خوشحال پاکستان کا ایک منصوبہ ہے کہ غریب علاقوں اور پسماندہ علاقے میں جو farmers رہتے ہیں ان کی بہتری ہو گی۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, I really understand now what is the crisis this motherland is facing, upside down, topsy policies and lack of understanding and comprehension of the issue, I understand the MINFAL Minister is not in the House, so may be Mr. Khakwani can be given a benefit of doubt but the point I have made sir, is each peny of the

citizens of Pakistan should be spent prudently and with logic, rational and strongly supportive policy initiatives. We have heard this 66 billion rupees, President have cited many a times and Indus Basin Water Hydrological System had been talked about a lot in the country in the past few weeks. The point I am making is sir, the application of brick liningis to be prioritized in the area where down, underground sub soil is salining and tubewell cannot be started there. That land which does not have the tubewell support.

بارش خدا نہیں دیتا' اوپر سے پانی اوپر والا روک لیتا ہے tail میں پانی سمندر کے نیچے sub soil water ہمارا saline ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ 20% دے کر گوجرانوالا میں lining of canal کرلیں اور ٹھٹھہ کی جو lining of canal ہے جس میں underneath sub soil water جو ہے not conducive for the agriculture, what kind of agriculture policy we are talking about? And this is absolutely upside down policy and lack of comprehension of those who crafted or they have done it intenionally to meet their own very personal narrowing interest اس سوال کا جواب مجھے اس aisle سے جو بھی satisfactory دے گا I will be obliged.

Mr. Muhammad Ishaq Khan Khakwani: Mr. Chairman! the honourable Member is repeating himself. I have already explained very categorically that the government is aware that the areas which are salined need extra water or more water from the canals and how can I give them more water unless I make the channels, brick line. If we make a brick line then only the water will go to the farmer. If I don't make brick line the thing that allow the water to be seeped into area just to regenerate the water

flow then the farmer will get this in 20 years may be we come to some sort of level where the water will never become sweet. It will remain saline because that is the demography of the country. Now what does the honourable member want? We are doing this in order to bring the water of a quantity which can irrigate the areas in South of Sindh where the saline water is and, we cannot pump out the water. This much common knowledge and common sense everybody has and we can only do this if we make the brick linings and provide extra water to the farmers, what is wrong in this?

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی، جناب والا! وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ water management and water conservation technology کو فروغ دے رہے ہیں، یہ کہلدے رہے ہیں، یہ کون سی جگہ ہے اور بلوچستان میں کون کون سی جگہ ہے؟ اس کی ذرا وضاحت کر دیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی، جناب والا! ایک نیا پروگرام بن رہا ہے اور کچھ دنوں میں صدر پاکستان اس کو launch کریں گے۔ صوبہ سندھ، صوبہ سرحد یا صوبہ بلوچستان کا علاقہ جہاں پانی نہیں پہنچتا، جہاں نیچے زمین میں پانی پانچ، پانچ، چھ، چھ سو فٹ تک ہے یا پانی کی کمی ہے وہاں پر چند ہفتوں میں ایک drip irrigation system inaugurate ہوگا اور اس میں ایک ایکڑ کا 15000 to 18000 rupees خرچہ ہوگا اور اس میں وہ علاقے جہاں پر پہلے ہی اس کی ضرورت ہے وہاں پر اس کا اقدام ہوگا۔ آپ کے سامنے یہ پروگرام آ جائے گا۔ اس حکومت کی کوشش سے آپ سب حضرات کو جو ان علاقوں میں ہیں جہاں پر پانی کی کمی ہے ان کو فائدہ ہو گا۔ اس میں بلوچستان included ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی، جناب والا! کروڑوں روپے کے پروجیکٹ شروع کیے جاتے ہیں، یہ ہمیں صرف طفل تسلی دے رہے ہیں، ان کو حقیقت معلوم نہیں ہے۔ اگر

وزیر صاحب بتا دیں کہ اس وقت بلوچستان کے تین اضلاع جعفر آباد، نصیر آباد اور جھل مگسی ان تینوں کے چھ، چھ اور آٹھ، آٹھ ڈپو میں پانی نہیں پہنچتا۔ وزیر صاحب کو غلط briefing دی گئی ہے، ان اضلاع کے متعلق بتائیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی، میں شاید ان کو پوری طرح بات سمجھا نہیں سکا۔ چند ہفتوں میں یہ پروگرام launch ہوگا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ان چند ہفتوں میں آپ کی ساری تکالیف دور ہو جائیں گی۔ وہ الفاظ جو میں نے نہیں کہے ساتکزئی صاحب مہربانی کرکے میرے منہ میں نہ ڈالیں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بلوچستان کے کسانوں کو، جنہوں نے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں، انہیں پانچ ارب روپے کی subsidy دی جا رہی ہے۔ آپ کو پورے مہینے کا صرف پانچ ہزار روپے bill آتا ہے باقی علاقوں کے لوگ 20, 20, 15, 15 ہزار روپے ایک ٹیوب ویل کا bill ادا کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ بھائی چارے کی وجہ سے کیونکہ آپ کا پانی پانچ، پانچ، چھ، چھ سو فٹ تک ہے، آپ ٹربائین استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے لیے expensive ہے۔ آپ کو subsidy دی ہے اور حکومت آپ کو صرف پانچ ہزار روپے charge کر رہی ہے جس کی بلوچستان میں tubewell or turbine لگی ہوئی ہے۔ یہ ایک effort ہے جو حکومت کی طرف سے بلوچستان کے لیے کی جا رہی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی، جناب چیئرمین! اگر یہ subsidy دی گئی ہے تو پورے سال میں ایک فصل کے لیے ہے۔ یہ جب ٹیوب ویل چلاتے ہیں تو پانچ پانچ فصل لیتے ہیں۔ یہ غلط بیانی کی جا رہی ہے۔ بلوچستان کو ہمیشہ اعداد و شمار پر ٹرخایا جاتا ہے۔ وزیر صاحب کو صحیح briefing نہیں ملی۔ میں پٹ فیڈر کینال کی بات کرتا ہوں، اگر ان کے علم میں ہے۔ پٹ فیڈر اس وقت 146 کلو میٹر لمبا ہے اس میں سترہ شاخیں ہیں اور انیس بڑی مائنریز ہیں، میں ان کی بات کر رہا ہوں، یہ مجھے ٹیوب ویل پر لے جاتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ وزیر صاحب کو کچھ معلوم ہے یا نہیں، یا ان کو بتایا گیا ہے یا نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب والا! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ بلوچستان میں جہاں سات سال drought رہا اور وہاں پانی کی شدید قلت ہے وہاں ٹیوب ویل اور water management کے ذریعے ہم اس کی settlement کر رہے ہیں مگر پانی کی سطح اتنی نیچے گر گئی ہے کہ ٹیوب ویل کارآمد نہیں ہے تو کیا وہاں چھوٹے چھوٹے چیک ڈیم بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے تاکہ برف اور بارش کا پانی جو ضائع ہو جاتا ہے وہ جمع ہو سکے۔

Mr. Presiding Officer: It is a comment.

Mr. Muhammad Ishaq Khan Khakwani: It is a question about dams which can be given in water management programme..

Mr. Presiding Officer: Thank you. Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا، ہمارے ملک میں تقریباً 15000 کلومیٹر طویل main canals اور ان کی branches ہیں اور جناب! اسی قسم کی جو distributries ہیں، جو چھوٹے water courses ہیں وہ تقریباً 68000 کلومیٹر ہیں۔ وزیر صاحب کو یہ علم ہے کہ ہمارا کمال یہ ہے کہ اس میں سے صرف5% کی lining کی ہے، ہم نے ان کو پختہ کیا ہے اور یہ اتنی شرمناک صورتحال ہے کہ ہماری اس بے توجہی کی وجہ سے، اس لاپرواہی کی وجہ سے، یہ جو ہم پانی کا اتنا شور مچا رہے ہیں اور پھر اتنا پانی ضائع کر رہے ہیں، جناب ہم 47 million acre feet پانی ضائع کر رہے ہیں۔ جو ہمارا surface water ہے، جو سب سے قیمتی پانی ہے، اس کا بھی 15 million acre feet پانی-------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سوال کیا ہے؟

سینیٹر رضا محمد رضا، سوال میرا یہ ہے کہ وزیر صاحب جو یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارا ایک programme launch ہو رہا ہے، کیا اس 66 یا 67 ارب روپوں سے اتنے طویل 68 ہزار کلومیٹر water courses کی lining ہو سکے گی؟ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ جو کام ہم نے پہلے کرنا تھا، وزارت زراعت نے، وزارت آبپاشی نے اور ہمارے واپڈا نے اس مد میں کوئی کام سرے سے کیا ہی نہیں۔ بلوچستان کا جو رونا ہے وہ یہ نہیں ہے --------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، یہ سوال کم ہے، رائے زیادہ ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، نہیں جناب! اس میں دیکھیں۔ پشتون خواہ میں سب سے زیادہ ہیں، ان کے 652 kilometer ہیں، انہوں نے 45% پختہ کیے ہیں۔ بلوچستان نے بھی آپ سے زیادہ پختہ کیے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ بلوچستان آپ سے مانگ رہا ہے کہ ہمارے 56 ارب روپے سے ڈیم بنا لیں۔ آپ ہمیں subsidy کی خیرات نہ دیں۔ 56 ارب روپے ہمیں دے دیں، ہم 41 بڑے، چھوٹے اور medium size کے dam بنائیں گے، اس سے ہمارے پاس پانی کی کوئی کمی نہیں رہے گی۔ دوسری بات جو پنجاب کی ہے کہ وہاں پر water courses پختہ کریں، آپ main canal پختہ کریں، ان کی lining کریں، ان کی distributories پختہ کریں، آپ کا تو پانی کا مسئلہ ہے بھی نہیں۔ آپ کو یہ رونا نہیں رونا چاہیے کہ آپ بڑے بڑے ڈیم بنائیں اتنا شور مچا کر۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، جی بھنڈر صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! ہم اس بات کو خوش آمدید کہتے ہیں کہ بلوچستان کے farmers کے لیے حکومت 5 ارب کی subsidy دے رہی ہے، یہ بہت اچھی بات ہے، ضرور دینا چاہیے لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کے farmers کے لیے بھی، شاید آپ سے یہ بات مخفیہ نہ ہو، کہ بجلی کے بل دینے اور جو rates اس وقت ہیں وہ اتنے زیادہ ہیں کہ عام آدمی، عام زمیندار کی استطاعت سے باہر ہیں۔ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے کہ پنجاب میں بھی یہ subsidy tubewells کے bills کے لیے دی جائے؟

جناب محمد اسحق خان خاکوانی، پنجاب، سندھ اور باقی علاقوں میں جو tubewells ہیں ان پر جو rate fix کیا گیا ہے، میرے خیال میں Rs.2.80 فی یونٹ کے قریب ہے اگر مجھے صحیح یاد ہو کیونکہ یہ اس سوال کا part نہیں تھا۔ زمیندار ہونے کے ناتے مجھے اندازہ ہے کہ اس کے قریب قیمت ہے جو کہ بازار میں جو commercial production ہو رہی ہے electricity کی اس سے قدر کم ہے۔ مگر آپ کی بات میں بالکل وزن ہے اور یہاں ہم نے کئی دفعہ party meetings میں اور دوسری جگہوں پر بھی، حکومتی پارٹی کے ممبران نے بھی بڑا زور لگایا ہے کہ

کسی طریقے سے farmers کے tubewells کے لیے کوئی رعایت دی جائے۔ وہ سرکار کے نوٹس میں ہے اور وہ اپنے بجٹ کے حساب سے' اپنی جیب کے حساب سے اس وقت جو rate آپ کو لگا رہے ہیں وہ بازار کے commercial rates سے کم ہے۔ مگر جو باقی جگہوں پر سہولت اتنی نہیں ہے اور پہلے جو ہوتا تھا یعنی flat rate اس میں flat bill لے لیتے تھے یعنی یہ کہ آپ سے Rs.10,000/- لے لیتے تھے پورے مہینے کا۔ کیونکہ واپڈا کی صحت ایسی اجازت نہیں دیتی لہذا اس طرح کی کوئی تجویز فی الوقت زیر غور نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کوئی proposal نہیں ہے۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Since there is no subsidy, the concessional rate may be there, but there is no subsidy, why this discrimination that the Punjab farmer is not getting any subsidy whereas the others are getting subsidy.

Mr. Presiding Officer: I think it is a very pointed question asked that why is this discrimination as the member puts it. Is it there or not? Let the Minister reply.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Let us have some order in the House. Let us have the norms straight. When a member has asked a question, the Minister is going to reply it, why are you going so impatient. Let him reply first.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Baloch sahib you are assuming a negative reply, please take your seat.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: That was his question, I wish you understand what he is saying.

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی، جناب چیئرمین! اس کی ایک منطق ہے۔ صرف یہ نہیں ہے کہ اس میں خدانخواستہ کسی کو discriminate کیا جا رہا ہے۔ کسی کو انعام کے طور پر قیمت دی جا رہی ہے۔ اس میں مسئلہ یہ ہے کہ بلوچستان میں پانی کا لیول پانچ سو فٹ سے لے کر چھ سو فٹ تک ہے۔ لہٰذا پانچ سو، چھ سو فٹ سے پانی کو پمپ کرنے کے لیے جو energy استعمال ہوتی ہے وہ وہاں کے کاشت کار کے بس میں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں جو باقی علاقے ہیں وہاں پر اسی فٹ، ستر فٹ، ڈیڑھ سو فٹ تک پانی موجود ہے، لہٰذا وہاں ٹیوب ویل کے اتنے اخراجات نہیں ہیں۔ چونکہ اس علاقے کی ایک خاص نوعیت ہے اس لیے ان کے ساتھ ایک طریقہ کار برتا گیا ہے کہ انکو پانچ ہزار روپے میں ایک flat rate لگا دیا گیا ہے کہ آپ اس میں سے چاہے ایک دن ٹیوب ویل چلائیں یا پورے تیس دن چلائیں یہ قیمت آپ کو دینی ہوگی۔ یہ پانی کی گہرائی کی وجہ سے ہے اس کی اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Last supplementary, Pari Gul.

سینیٹر آغا پری گل، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ پچھلے دنوں واپڈا کی طرف سے ہمارے چیف منسٹر کو ایک خط ملا تھا۔ کیونکہ شروع سے چلا آرہا ہے کہ بلوچستان میں خشک سالی کی وجہ سے وہاں کے زمینداروں سے پانچ ہزار روپیہ مہینہ لیا جاتا ہے۔ اب واپڈا نے ایک خط لکھا ہے کہ وہ ہم ختم کروا رہے ہیں۔ یہ بات میں نے صدر صاحب کو بھی کہی، انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مگر اب دوبارہ وہ لیٹر آیا ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گی کہ وزیر صاحب بتائیں کہ کیا واقعی یہ چیز ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ بلوچستان ایک خشک اور غریب صوبہ ہے۔ وہاں پر تو پانی بھی نہیں ہے، بارش بھی نہیں ہے، نہر بھی نہیں ہے، نہ برفباری ہے اور اس وقت حالات بھی وہاں پر ایسے ہیں کہ تھوڑا بہت جو بچا کھچا تھا وہ بھی ختم ہو رہا ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ درخواست کروں گی کہ کیا یہ بات ان کے علم میں ہے یا نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی۔ گورنمنٹ کی energy کے لیے کیا پالیسی بنے گی یہ جو رعایت دی جا رہی ہے یہ واپس ہوگی۔ یہ واپڈا کا سوال بنتا ہے میں آپ کی بات واپڈا کے وزیر تک پہنچا دوں گا تاکہ وہ آکر بات کر سکے۔ آخر میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے پاس یہ اعداد و شمار ہیں، اگر کوئی دوست دیکھنا چاہے۔ اگر پانی کی بارش نہ ہونے کی وجہ سے کمی ہوئی ہے تو نہری پانی میں ربیع سیزن میں 33% اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے سال ہمارے پاس 23.14 ملین ایکڑ فٹ پانی تھا۔ آج 30.6 ایکڑ فٹ پانی موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 33% اس دفعہ پانی زیادہ ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ ذخائر کے اندر بارشی پانی کو روکا گیا ہے جو کہ اب ربیع میں آپ کو مل جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اب ہم اگلے سوال نمبر ۳۶ پر آتے ہیں۔ سوال نمبر ۳۶۔ ڈاکٹر محمد ساعد صاحب۔

(مداخلت)

Mr Presiding Officer: If you think that we are going to discuss only one question.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ گزارش یہ ہے کہ کوئی موشن کی بات تو ہو ہی نہیں رہی۔ It is a question answer sesssion. آپ کے رولز یہ کہتے ہیں کہ ہاں جی ایک سوال پر تین ضمنی سوالات پوچھے جائیں گے، پندرہ تو ہوگئے۔ I am not going to pass any further. یہ ضد کی بات نہ کریں اگر ہاؤس کی یہ رائے ہے کہ اور ضمنی ہوں تو ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے بات اب ہوگئی ہے۔

Senator Dr. Muhammad Said: Thank you very much Mr. Chairman....

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین ! جب سے لیاقت جتوئی صاحب وزیر پانی و بجلی بنا ہے وہ آج تک ہاؤس میں نہیں آئے ۔ اور جب بھی ہم لوگ یہاں سوالات کرتے ہیں تو وہ نہیں ہوتے ----

(مداخلت)

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! you have given the floor to me.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بات ہوگئی ہے ۔

Senator Dr. Muhammad Said: O.K.

(Interruption)

سینیٹر آغا پری گل، نہیں۔ چیئرمین صاحب! میری بات سنیں جب سے وہ واپڈا کے منسٹر بنے ہیں تب سے وہ اس ہاؤس میں نہیں آئے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، نیازی صاحب! اس پر کچھ کہنا چاہیں گے ؟

سینیٹر آغا پری گل، یہ تو لمبا کرے گا۔ میرا مسئلہ ہوگیا بس میرا سوال ڈوب گیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی(وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! معزز رکن نے صحیح observation دی ہے اور -----

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! آپ جواب سنیں ۔ ہمارے Water and Power Minister is not attentive to his own Ministry. He is away. He is not taking due interest in his own Ministry.

سینیٹر آغا پری گل، نہیں ' یہ بات غلط ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہ بات سچی ہے۔ وہ آنے کی کوشش کر رہے ہیں نہ وہ

کوشش کرتے ہیں۔ آپ کسی طریقہ سے وزیر اعظم صاحب کو لکھ کر بھیجیں through this House آپ بھیجیں جی لکھ کر کیوں نہیں بھیجتے۔

سینیٹر آغا پری گل، ویسے آپ آج یہاں سے حکم دے دیں کہ آئندہ واپڈا کے منسٹر کو یہاں ہونا چاہیے۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, in this, the Standing Committee on Water and Power has unanimously passed a resolution to move a privilege motion against the sitting Water and Power Federal Minister. Unfortunately that has not been brought up to the floor due to certain considerations.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Listen please! let us not be uncharitable. The Minister was not supposed to answer the question today, the question raised by honourable Minister for Food. Therefore, if he is not here on the question hour, I think, let us not condemn him unheard.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب آج agenda پر جو dams کے حوالے سے debate closure ہونی تھی وہ Water and Power Minister نے کرنی تھی۔ This is the major item on this. I have got the file why he did not come?

(ڈیسک بجائے گئے)

آوازیں، Ruling دیں جی دیں ruling، دیں ruling دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میری بات سنیں۔ جو statement ہمارے معزز وزیر کی جانب سے آئی ہے وزیر برائے پانی و بجلی کے بارے میں، یہ انتہائی serious statement ہے اور انہوں نے ایک direct accusation کی ہے اپنے ہی ایک cabinet

colleague کو ۔ میں اس حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس statement کے بعد کیا
وزیر اعظم اس وزیر کو جن کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے مزید cabinetمیں رکھنا
چاہیں گے؟

Mr. Presiding Officer: I will convey the sense of the House to the worthy Prime Minister. Now we will come to question No. 36, Dr. Muhammad Said.

36. ***Dr. Muhammad Said:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.37 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of tetanus cases reported in earthquake affected areas;

(b) the number of people vaccinated against the said disease;

(c) whether treatment facilities are available in the said areas?

Mr. Muhammad Nasir Khan : (a) Total number of tetanus cases reported so far from earthquake affected areas are 41.

(b) All the injured people have been vaccinated against tetanus.

(c) Yes.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary? Dr. Muhammad Said.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! it looks to me that you are giving a lot of time to the supplementary questions, perhaps with the intention that you are not allowing much time for a discussion on the Bajour crisis.

Mr. Presiding Officer: Number one, I will treat this as accusation, it is question hour, once question hour is over, I think your

statement could be a befitting statement. I expect you to withdraw this.

Senator Dr. Muhammad Said: Ok. I withdraw it. Mr. Chairman! it looks to me the answer that has been given to my question, it looks to me that this is second world war and there is shortage of paper and shortage of pen ink as well. Look at the answer that has been given, this is the shortest possible answer given to my question. Number one ; we were liked to know where these cases have been reported from, is it from the Azad Jammu and Kashmir, is it from the NWFP and if yes, from these two areas, from which districts and if the number is 41, what is the date for it? Is it the last month, is it two months back, is it three months back? This is a very vague highly summarized and simple answer. I would also like to ask sir, with your permission.......

Mr. Presiding Officer: That's called two in one, you have asked one question, let him reply.

Senator Dr. Muhammad Said: Ok.

Mr. Presiding Officer: Yes Minister for Health.

بیگم شہناز شیخ (وزیر مملکت برائے صحت)، جناب چیئرمین! یہ communicable diseases کی جو رپورٹ ہے یہ 15 اکتوبر سے لے کر 12 دسمبر تک ہے اور اس کے district wise tetanus cases ہیں۔ مظفر آباد کے 16 ہیں، باغ سے 5 ہیں، بٹہ گرام سے 3، بالا کوٹ سے 2، مانسہرہ سے 7 اور ایبٹ آباد سے 8 ہیں, and total number of cases are 41, یہ اس کی detail ہے اور اس کے مطابق earthquake areas کی تفصیل ہے۔

Senator Dr. Muhammad Said: Sir, I would request that this figure should be checked and re-checked because according to my

information, the number of people affected in the last 2-3 months exceeds hundreds. So, I will request the honourable Minister to please check this number.

بیگم شہناز شیخ: میں سمجھتی ہوں کہ آپ کی جو information ہے وہ based on facts نہیں ہے۔ ہم نے 1,39,315 injured لوگوں کو tetanus کی vaccine دی ہے لیکن ہماری جو NIH, Public Health Laboratory, Ministry of Health کی رپورٹ ہے اور جو field source ہے وہ WHO کے surveillance staff کے ساتھ combined ہے۔ میرا خیال ہے ہماری رپورٹ 41 cases کی ٹھیک ہے۔ آپ کی اگر کوئی ہے تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: These figures could be compared.

Begum Shahnaz Shaikh : Yes.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! I would like to find out....

Mr. Presiding Officer: This is last supplementary?

Senator Dr. Muhammad Said: I want an explanation to this. I would like to also find out that what are the treatment facilities available? It just says, yes. Yes is not the rigth answer.

Begum Shahnaz Shaikh: Ok. I am pleased to inform the august forum that the Ministry of Health has sufficient quantities of TT vaccine, anti tetanus serum or anti tetanus globaling to meet with the emergency situation and these are the kind of vaccine which we gave it to the tetanus.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب ہدایت اللہ صاحب۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب چیئرمین! یہ سوال ڈاکٹر صاحب نے کیا ہے اور جو یہ اعداد و شمار دیے گئے ہیں میں ان سے اتفاق نہیں کرتا۔ ہمیں یہ تفصیل چاہیے کہ جو مریض آئے ہیں وہ کون کون سے علاقے سے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ضلع مانسہرہ سے صرف 4 ہیں۔ میں نے وہاں خود مشاہدہ کیا کہ مانسہرہ کے ایک ہسپتال میں 5 آدمی ہیں اور اسی طریقے سے بالا کوٹ میں 4,5 آدمی ہیں جبکہ ان کے اعداد و شمار کے مطابق بالاکوٹ سے 2 ہیں اور مانسہرہ سے 4 ہیں۔ وزارت صحت نے جو اعداد و شمار دیے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہیں۔

بیگم شہناز شیخ، جناب چیئرمین! ہو سکتا ہے کہ بعد میں کوئی اور diagnose ہوا ہو اور میں نے کہا ہے کہ اگر آپ کو ان figures سے اتفاق نہیں ہے تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ سکتے ہیں لیکن جو WHO اور Ministry of Health کی reported figures ہیں' وہ یہی ہیں جو میں نے آپ کو دی ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ غلط ہیں تو ہم ان کو confirm کرنے کو تیار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترمہ نگہت آغا صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، جناب والا! شکریہ۔ سید صاحب نے بہت اعتراض کیا ہے' ہمارے honourable member ہیں لیکن انہوں نے جو questions پوچھے ہیں' ان میں نہیں کہا گیا کہ اس کی detail دیں۔ Question straight forwrad ہے کہ number of tetanus cases تو انہوں نے number دے دیا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ detail میں question پوچھیں کہ number from where they came, how many, when did they come? بالکل نہیں دیا گیا۔ آپ سارے questions لے لیں' ان questions کے answers بالکل صحیح ہیں۔ اگر ان کو detail چاہیے تھی تو اس کو specify کرنا چاہیے تھا۔ Second question ہے the number of people vaccinated against the said disease, وہ انہوں نے صحیح جواب دے دیا ہے۔ Last بھی صحیح ہے whether treatment facilities are available...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کا question کیا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا: جی question نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وضاحت کی بات نہیں ہو رہی we are talking of supplementary question please. محترمہ تنویر خالد صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، نہیں جناب I am speaking on sort of point of order...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ابھی point of order بھی نہیں ہو رہا۔

ڈاکٹر نگہت آغا، نہیں، I am sorry انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ questions answer نہیں ہوئے، questions بالکل answer ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بیٹھیں، تشریف رکھیے۔

سینیٹر تنویر خالد، جو question No. (c) ہے whether treatment facilities are available in the said areas? I am asking what sort of facilities, there are bundles of vaccinations and injections. injections کی بات ہو گئی کہ Doctors میں، hospitals میں what sort of facilities are available, کس طرح بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ How are they being treated?

بیگم شہناز شیخ، جناب! جواب بڑا clear ہے، یہ ساری vaccines اور treatment وہاں پر جو hospitals ہیں، ان میں موجود ہیں اور vaccine بھی موجود ہے۔ اب treatment جو doctor recommend کرتا ہو گا، وہ ہر hospital میں موجود ہے۔ ہمیں آج تک ایک بھی complaint نہیں ملی جہاں کہا گیا ہو کہ ہمارے مریض کو treatment نہیں ملا یا وہ treatment کے بغیر ہے۔ ان کے پاس اگر کوئی patient complaint لے کر آیا ہے تو میرے پاس refer کر دیں۔ ایک لاکھ اننتالیس ہزار injured persons کو vaccine لگ گئی ہے اور ہمارے پاس enough vaccine موجود ہے۔

Mr. Presiding Officer: Last supplementary,

کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرا ان سے یہی سوال ہے کہ جن علاقوں میں آپ کہہ رہی ہیں کہ tetanus کے تدارک کی سہولتیں ہیں یا وہ provide کر دی ہیں، ہمارے ساتھ ہماری colleague اوگی سے تعلق رکھنے والی بیٹھی ہیں اور وہاں پر وہی پرانا hospital کام کر رہا ہے اور اس میں کوئی ایسی سہولت نہیں ہے۔ انہوں نے کس کس جگہ پر کوئی نئے hospitals earthquake کی وجہ سے قائم کیے ہیں۔ ویسے تو already Government میں جیسے بھی hospitals تھے۔ اب اتنا بڑا disaster ہوا ہے، کوئی تین لاکھ کے قریب لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ کیا tetanus کے حوالے سے کوئی نئے hospitals یا کوئی ڈسپنسریاں وہاں بنائی گئی ہیں ابھی، vaccination کے علاوہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی Minister صاحبہ۔

بیگم شہناز شیخ، جناب چیئرمین! ساری دنیا کو پتا ہے کہ دنیا بھر کے hospitals, پاکستان کے doctors اور paramedics earthquake area میں موجود ہیں اور میں ایک spot تو نہیں لے کر آئی۔ آپ fresh سوال کر دیں، میں اگلی دفعہ بتا دوں گی۔ میں دوبارہ کہوں گی کہ health کے حوالے سے ہمیں ایک بھی ایسی complaint نہیں ملی ہے، اگر آپ کو کسی کی ملی ہے تو وہ refer کریں کہ کسی کے علاج معالجہ میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو یا medicine نہ ملی ہو تو ہم وہاں تک medicine پہنچائیں، ہمیں تو فون کالز آتی ہیں تو ہم وہاں medicine پہنچاتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Would you say something?

Senator Dr. Abdullah Riar: There is great misunderstanding.

ایک تو میں اپنے colleagues کو عرض کرنا چاہوں گا کہ

when we ask a question, we should not ask a question which somebody has just given us passing into the corridor without having meaning and purpose behind a question because it takes lot of effort for the Parliament, state and all members, we are deliberating...

Mr. Presiding Officer: And time is important also.

Senator Dr. Abdullah Riar: On a question which has no bearing, tetanus

tetanus is something not ' کے لیے کوئی ہسپتال بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی communicable disease, first. Tetanus is very tetanus is very simple story of life جس کے لیے کوئی special effort کرنے کے لیے state کو یا وزیر صاحبہ کو ہم چیلنج کرنے کے لیے اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں

tetanus is disease which can, you can only get in a very small percentage of cases where there is a contaminated iron bar or a nail that you are hit and you have a punctured wound. As soon as you have received the vaccination which honourable Minister has already adequately responded. We must close the chapter, there is no need to have any special facilities for that tetanus we feel embarrassed when we ask these kind of uninformed deliberations on and on the issue which has no merit.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, but for tetanus the word uninformed should not be used. Now we come to Q. No. 23 Dr. Muhammad Ali Brohi.

23. *Dr. Muhammad Ali Brohi: (Notice received on 24-11-2005 at 4.07 p.m..)

Will the Minister for Health be pleased to state the number of doctors working in Federal Government Services Hospital, Islamabad with province-wise break up?

Mr. Muhammad Nasir Khan : The total number of Doctors, working in Federal Government Services Hospital, Islamabad is 229. Their province wise break-up is as under:—

Punjab	Sindh	NWFP	Baluchistan	AJK	FATA/NA
148	20	30	05	06	20

Mr. Presiding Officer: Any supplementary? Bangulzai Sahib.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، شکریہ جناب چیئرمین! ڈاکٹر محمد علی بروہی صاحب کے سوال نمبر ۲۳ کے حوالے سے جو انہوں نے Federal Government Services Hospital, Islamabad کا ہے ۔ جناب اس میں سوال یہ ہے کہ FGSH اسلام آباد میں صوبہ وار تفصیل بتائی جائے کہ کتنے ڈاکٹر وہاں کام کر رہے ہیں ۔جناب ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ بلوچستان کے صرف پانچ ڈاکٹر انہوں نے یہاں منگوائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بلوچستان کے -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سوال کیا ہے؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ،میرا سوال ہے کہ زیادہ ڈاکٹر منگوائے جائیں کیونکہ یہاں ان کو زیادہ تجربہ حاصل ہوگا اور بعد میں وہ وہاں جا کر اپنے لوگوں کی خدمت کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ،یہ سوال تو نہیں یہ آپ کی رائے ہے ۔ Any other supplementary. Now we will pass on to Q.No.24. Dr.Muhammad Ali Brohi.

24. *Dr. Muhammad Ali Brohi: (Notice received on 24-11-2005 at 4.07 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state the number of doctors working in JPMC, Karachi with province-wise break-up?

Mr. Muhammad Nasir Khan : 276 doctors are presently working in JPMC, Karachi. Their Province-wise break-up is as under:

S. No.	Name of Province	Number of doctors
1.	Sindh	157
2.	Punjab	72
3.	Balochistan	19
4.	NA/FATA	05
5.	NWFP	18
6.	AJK	05
	Total:	276

Mr . Presiding Officer: Any supplementary? No supplementaries

آپ نے سوال کیا نہیں۔ آپ نے ایک رائے دی ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں نے سوال کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اور ڈاکٹر منگوائے جائیں۔ آیا وہ میری اس تجویز پر غور کریں گی یا نہیں؛

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ اس کو سوال سمجھ لیں۔

بیگم شہناز شیخ، یہ تجویز ہے جی۔ ان کی تجویز پر ضرور غور کرتے لیکن quota observe ہو رہا ہے۔ Federal Public Service Commission میں آج کل انٹرویو ہو رہے ہیں امید ہے کہ تعداد بڑھ جائے گی۔

Mr. Presiding Officer: Q.No.25. Dr. Muhammad Ali Brohi

25. ***Dr. Muhammad Ali Brohi:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.07 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state the number of dispensers and clerical staff working in Federal Government Services Hospital, Islamabad with province-wise break-up?

Mr. Muhammad Nasir Khan: There are 32 MCH Centres/Dispensaries Functioning at Islamabad/Rawalpindi under the control of Federal Government Services Hospital, Islamabad. The number of clerical staff working in FGSH, Islamabad is 61. Their Privince-wise break-up is as under:—

Punjab		38
Sindh		06
NWFP		10
Baluchistan		01
FATA		03
A.J.K.		03
	Total :	61

Mr. Presiding Officer: Any supplementaries. Now Q.No.26 Dr. Muhammad Ismail Buledi.

آپ کہاں کھڑے تھے؛ آپ ایک دم الزامی گفتگو پر آجاتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، سوال نمبر ۲۵ میں محمد علی صاحب نے یہ پوچھا تھا کہ اسلام آباد فیڈرل گورنمنٹ ،ہسپتال میں جو عملہ کام کر رہا ہے یا جو ڈسپنسریاں، ہسپتال کام کر رہے ہیں پاکستان میں کل کتنے ہیں۔ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے پنجاب ۳۸ ، سندھ ۶، سرحد ۱۰، بلوچستان ۱، فاٹا ۳ ، اے جے کے ۳ کل ۶۱ ۔ میرا سوال وزیر صاحب یا صاحبہ سے یہ ہے کہ یہ جو بلوچستان میں ایک ہے یہ کیا ہے اور یہ کہاں واقع ہے ۔ یہ ڈسپنسری ہے ، ہسپتال ہے یا کیا بلا ہے یہ کہاں ہے اس کو ڈھونڈیں تو سہی۔ یہ ذرا بتا دیں ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، ایک منٹ۔ کہتے ہیں he ہے نہ she ہے۔

بیگم شہنار شیخ ، سوال نمبر کون سا ہے جی ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، یہ ۲۵ نمبر سوال ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، ۲۵ نمبر سوال ہے۔ اگر اجازت دیں تو میں پڑھ لوں۔

بیگم شہنار شیخ، آپ نے province- wise پوچھا تھا ہم نے بتا دیا۔ بلوچستان میں ایک ہے اگر آپ جگہ پوچھتے ہیں تو fresh notice دیں۔ ہم next rota day پر بتا دیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، یہ ایک کیا ہے؟

بیگم شہنار شیخ ، آپ نے پوچھا ہے clerical staff working in Federal Government Services Hospital, Islamabad, with the province- wise یہ بلوچستان سے clerical staff میں ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، اچھا clerical staff اور ڈسپنسریوں کی صوبہ وار

یہ Government Services Hospital, Islamabad, with the province- wise

بلوچستان سے clerical staff میں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، اچھا clerical staff اور ڈسپنسریوں کی صوبہ وار تعداد کے ساتھ بتائی جائے۔ پورے بلوچستان میں ڈسپنسر صرف ایک ہے؟

بیگم شہناز شیخ، نہیں، یہاں اسلام آباد کے فیڈرل گورنمنٹ ہاسپٹل میں۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، آپ سنیں، بڑا فرق ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آج میں House کو ایک بڑی اہم بات بتا دوں۔ اگر مجھے منسٹر صاحبہ بھی اجازت دے دیں۔

بیگم شہناز شیخ، چیئرمین صاحب! پہلے مجھے اجازت دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اگر آپ دونوں بیٹھ جائیں تو ہم دونوں کو سن لیں گے۔ پہلے ہم جواب سن لیں۔

بیگم شہناز شیخ، 32 MCH Centres/Dispensaries ہیں جو اسلام آباد اور راولپنڈی کے فیڈرل گورنمنٹ ایریا میں functional ہیں جن میں ڈسپنسرز کی تعداد ۶۱ ہے جن میں بلوچستان کا ایک ہے۔ NWFP کے ۱۰ ہیں۔ سندھ کے ۶ ہیں اور پنجاب کے ۳۸ ہیں۔ یہ ڈسپنسرز ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، جناب چیئرمین! آپ مجھے اجازت دیں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں آج آپ کو نئی چیز بتانے والا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مسئلے کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ بات ہو رہی ہے کہ انہوں نے ایک جواب دیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، میں سوال اردو میں پڑھ لیتا ہوں تاکہ سمجھ میں آ جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، چلیں، پڑھ لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی، سوال نمبر ۲۵ ہے ڈاکٹر محمد علی بروہی کا۔ کیا وزیر برائے صحت بیان فرمائیں گے کہ فیڈرل گورنمنٹ سروسز ہسپتال اسلام آباد میں کام کرنے والے clerical staff اور ڈسپنسروں کی صوبہ وار تعداد کیا ہے؟ یہ بتایا جائے۔انہوں نے لکھا ہے بلوچستان سے ایک ہے۔ یہ جو ایک لکھا ہوا ہے یہ کیا ہے؟ یہ ہسپتال ہے، ڈسپنسری ہے یا BHU ہے۔ جناب چیئرمین! میں جس طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صوبہ بلوچستان سب سے بڑا صوبہ ہے۔ آج میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پورے بلوچستان میں فیڈرل گورنمنٹ کی صرف ایک ڈسپنسری کام کر رہی ہے۔ ہم بلوچستان کے لیے روتے ہیں۔ وزیر صاحبہ کو معلوم نہیں ہے۔ صرف ایک ڈاکٹر اس میں کام کر رہا ہے جو مرکز کی تابعداری کرتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Now, we come to Question No. 26. Dr. Ismail Buledi sahib.

26. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 12-12-2005 at 2.30 p.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the number of Counsel Generals posted in Pakistani Missions abroad with province-wise break-up; and

(b) the number of persons in BPS 15 and above working in the said missions with province-wise break-up?

Mian Khurshid Mahmud Kasuri : (a) At present 15 Consuls General are posted in Pakistan Mission abroad. The province-wise break-up is as follows:

Total Consul General	Province-wise break up Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA
15	8	1	4	1	1

(b) There are 43 officials in BPS-15 and above working in the Consulates General. The province-wise break-up is as follows:

		Province-wise break-up				
BPS	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA	Total
15	16	02	01	—	01	20
16	08	—	—	—	—	08
17	01	03	01	01	—	06
18	06	—	—	—	—	06
19	01	01	01	—	—	03
Total	32	06	03	01	01	43

Mr. Presiding Officer: Any supplementary question?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھا تھا کہ بیرون ممالک پاکستانی missions میں تعینات Consul General کی صوبہ وار تفصیل بیان فرمائیں۔ اور "ب" جز میں مذکورہ missions میں کام کرنے والے ۱۵ گریڈ سے بالا افراد کی صوبہ وار تفصیل بیان فرمائیں۔ تو انہوں نے جز "الف" میں کہا ہے کہ فاٹا سے ایک، بلوچستان سے ایک، سرحد سے ۴، سندھ سے ایک اور پنجاب سے ۸ ہیں۔ جبکہ جز "ب" میں آپ بلوچستان، سندھ اور سرحد کے figures دیکھ لیں۔ جناب چیئرمین! ہم یہ رونا روتے ہیں اور ہماری یہ demand ہے پارلیمانی کمیٹی سے جو بلوچستان سے متعلق بنی ہے کہ بلوچستان کا کوٹا پچھلے ۲۰ سال سے ہمیں نہیں دے رہے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بیرون ممالک جو پاکستان کے سفارت خانے ہیں وہاں بلوچستان کی نمائندگی nil ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ ۱۵ قونصل جنرل میں صرف ایک بندہ بلوچستان سے ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ظلم، بربریت اور یہ ناانصافی بلوچستان کے ساتھ کیوں ہے؟ اگر بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے تو ہمیں آج بتایا جائے۔ اگر بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے تو آپ ہمارا کوٹا کب پورا کریں گے۔

مخدوم خسرو بختیار (وزیر مملکت برائے امور خارجہ)، معزز رکن نے جو point out کیا، اگر دیکھا جائے تو واقعی اس سے یہی نمایاں ہوتا ہے کہ ۱۵ قونصل جنرل جو مقرر کیے گئے ہیں ان میں صرف ایک بلوچستان کا ہے۔ دوسرا بھی انہوں نے صحیح کہا کہ BPS-15 سے

ے کر BPS-22 تک، ویسے قونصل جنرل ۲۰ گریڈ میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ BPS-15 سے BPS-20 تک کتنے officers and officials مختلف قونصلیٹ جنرل میں کام کر رہے ہیں؛ تو وہاں بھی جو point out کیا وہ بھی صحیح ہے کہ بلوچستان سے ایک ہے جبکہ پنجاب سے 32 ہیں۔ Mr. Chairman! let me put the whole thing in perspective, provincial quotas are adhered to at the time of induction of officers.

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr. Presiding Officer: Now we have 10 minutes more for the Question Hour. Now we will break for *Maghrib* prayers and meet at 6.00 pm.

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس دوبارہ جناب پریذائیڈنگ آفیسر ڈاکٹر خالد رانجھا کی زیر صدارت شروع ہوا)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ۔ جناب چیئرمین! یہ وضاحت کریں کہ کب تک یہ کوٹا پورا کریں گے، یہ ان کی ذمہ داری بھی لیں، اس پر آپ رولنگ بھی دیں۔ آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ preside آپ کر رہے ہیں اور youngest Minister ہمارے پاس موجود ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Yes, handsome Minister. You got complement from *Molvi* sahib. It is out of respect I said nothing but with all respect.

Makhdoom Khusro Bakhtiar: Sir, point of personal explanation, I am not the youngest member of the Cabinet. Secondly sir, let me address this issue because this question has been coming umpteen

time, asked to the adherence of provincial quota.

جیسا کہ بلیدی صاحب نے کہا کہ یہ پندرہ کونسل جنرل ہیں۔ اس کے اندر بلوچستان کی نمائندگی کم ہے۔ جناب چیئرمین! پہلے تو میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ یہ provincial quota, recruitment policy کے وقت ہوتا ہے جب officres کی induction ہوتی ہے۔ سترہ سے اوپر کے آفیسر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتے ہیں اور اس کے نیچے کے سکیل 17 and below وہ متعلقہ وزارتیں کرتی ہیں۔ Mr. Chairman! you will be very aware کہ آرٹیکل 27 sub Clause 1 of the Constitution stipulates the number of percentage, even percentage terms, the provincial quota including FATA, Northern Areas and AJK. Further more یہ 1973 کے اندر بیس سال کے لیے کیا گیا تھا لیکن آپکو یاد ہوگا 1999 اگست کے اندر اس کو 16th Amendment کے ذریعے amend کرکے چالیس سال کر دیا گیا۔ اس کوٹا کو جاری رکھنے کے لیے آئینی amendment کی گئی۔ اب عرض یہ ہے کہ فارن آفس کے اندر کوٹا کیسے adhere ہو رہا ہے۔ جناب والا! اس وقت فارن آفس کے officers کی جو strength ہے وہ 412 ہے۔ Total officers from 17 and upword in basic pay scale are 412, out of this 225 from Punjab, 77 from Sindh, 59 from Frontier, 17 from Balochistan, 24 from FATA and 10 from AJK. اب اگر آپ غور سے دیکھیں، میں یہ تفصیل اس لیے دے رہا ہوں کہ اگر آپ 27 sub Clause 8 دیکھیں تو وہ کہتی ہے کہ Punjab including Capital Territory 50% ہوگا۔ سندھ 29% ، فرنٹیئر 11.5% ، فاٹا اور ناردرن ایریاز 4% ، بلوچستان 3.5% ، اور آزادکشمیر 2% ۔ یہ ٹوٹل 90% ہوگئی اور دس فیصد میرٹ کے اوپر ہوتا ہے۔ اب اس میں 412 میں سے 50% پنجاب کے کوٹے کے against 54.6% ہے۔ Room in the merit اس میں سے ہے۔ رورل اور اربن سندھ ملا کر 19% کے against 18.69% ہے۔ فرنٹیئر 11.5% کے against 14.32% اور بلوچستان جس کا بلیدی صاحب نے ذکر کیا وہ 3.5 % کے against 4.12% ہے۔ فاٹا اور ناردرن ایریاز 4% کے against 5.82% ہے اور آزادکشمیر 2% کے against 2.44% ہے۔ اب اس سوال کے حوالے سے یہ reflect نہیں ہوتا کہ بلوچستان کو پندرہ میں سے ایک show کر رہے ہیں تو

کیا اس کی proportion ہے ؛ کیونکہ یہ تو پندرہ وہ آفیسرز ہیں جن Consulates کا انہوں نے ہم سے پوچھا تھا۔ اس وقت پوری دنیا کے اندر ہمارے ایک سو سات missions ہیں۔ جس میں پندرہ قونصل جنرلز ہیں۔ 81 Embassies اور High Commissions ہیں۔ باقی Consulate لیول کے ہیں۔ اور دو Charge D' Affairs کے ہیں ۔ اگر پوری تفصیل دیکھی جائے اس میں یہ اعداد و شمار ضرور تبدیل ہوں گے ۔ عرض یہ ہے کہ باہر missions کے اندر صرف کیا ایک صوبے سے لوگ جا رہے ہیں ؛ نہیں جناب۔ ایک تو suitability اس میں کچھ criteria ہیں کہ postings کیسے ہوتی ہیں ۔ سب سے پہلا criterion اس کا tenure تین یا چار سال depending on the exigencies of the service required to that particular station. Second ACRs. Third his stay at the Headquarters. Fourth his family issues. Fifth his personal practices. All of them are put together. There is a posting roster in the Foreign Office. Automatically, all officers irrespective of their domicile on which province he hails from, they get postings abroad. So, I hope that this question's answer would satisfy the honourable member of thr Senate. Further if he has any more querry, I can answer to that.

Mr. Presiding Officer: Now we will come to the next question No.27. Any supplementry?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب ! اس میں جو وزیر صاحب نے بیان فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے جو calculation کی تو وزیر صاحب نے 1982ء سے پہلے کی مردم شماری کے مطابق ہمارا کوٹا 3.5% تھا اور اس کے بعد کی مردم شماری کے بعد ہمارا کوٹا 5.5% تھا۔ اس کا اعتراف صدر پاکستان اور وزیر اعظم نے خود کیا ہے۔ وزیر صاحب اپنے اعداد وشمار کو درست کر لیں----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بلیدی صاحب! میری بات سن لیں۔ جو آپ کا سوال ۲۶

اور ۲۷ ہے دونوں کا تعلق numerical strength سے ہے۔ آپ چاہیں گے کہ ان دونوں کو اکٹھا لے لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ٹھیک ہے۔

Mr. Presiding Officer: So, Question No. 27, a part of it has already been attended to by the honourable Minister.

27. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 12-12-2005 at 2.30 p.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the number of persons working in Pakistani Missions in Iran, UAE, Qatar, Bahrain, Kuwait, France and Masqat with province-wise and grade wise break-up; and

(b) the details of the salaries and other fringe benefits admissible to the ambassadors and other persons working in the said missions?

Mian Khurshid Mahmud Kasuri :(a) The detail of number of persons working in Pakistani Missions in Iran, UAE, Qatar, Bahrain, Kuwait France and Oman (Muscat) with province-wise and grade-wise break-up is as follows:

Embassy of Pakistan, Tehran (Iran) Total Persons: 38

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	Islamabad	Total
01	-	-	- 1	1	-	1	2
04	1	-	-	-	-	1	2
05	3	-	-	-	-	-	3
07	7	-	-	-	1	-	8
11	4	-	-	-	-	-	4
14	-	-	1	-	-	-	1
15	3	-	1	-	1	-	5
16	3	-	1	-	-	-	4
17	1	-	-	-	-	-	1
19	3	3	-	-	-	-	6
20	2	-	-	-	-	-	2
Total	27	3	3	1	2	2	38

Consulate of Pakistan, Mashed(Iran) Total Persons: 05

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	1	-	-	-	-	-	1
07	-	-	1	-	-	-	1
11	1	-	-	-	-	-	1
12	1	-	-	-	-	-	1
19		-	-	-	1	-	1
Total	3	-	1	-	1	-	5

Consulate of Pakistan, Zahidan (Iran) Total Persons: 13

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	-	-	1	-	-	-	1
05	-	-	1	-	-	-	1
07	3	-	2	-	-	-	5
12	-	1	-	-	-	-	1
15	1	-	-	-	-	-	1
16	-	-	1	-	-	-	1
18	2	-	-	-	-	-	2
19	1	-	-	-	-	-	1
Total	7	1	5	-	-	-	13

Embassy of Pakistan, Abu Dhabi (UAE) Total Persons: 23

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	-	-	-	1	-	-	1
05	2	1	-	-	-	-	3
07	1	-	1	-	-	-	2
11	2	1	-	-	-	-	3
12	2	-	-	-	-	-	2
15	3	-	1	-	-	-	4
16	-	1	-	-	-	-	1
17	-	1	-	-	-	-	1
18	1	-	-	-	1	-	2
19	3	-	-	-	-	-	3
22	1	-	-	-	-	-	1
Total	15	4	2	1	1	-	23

Consulate General of Pakistan, Dubai (UAE) Total Persons: 31

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	1	-	-	-	-	-	1
04	2	-	1	-	-	-	3
05	-	2	-	-	-	-	2
07	4	-	-	-	-	-	4
11	3	1	-	-	1	-	5
12	1	-	-	-	1	-	2
15	1	-	-	-	-	-	1
16	3	-	-	-	-	-	3
17	-	1	-	-	-	-	1
18	2	-	-	-	-	-	2
19	4	1	1	-	-	-	6
20	1	-	-	-	-	-	1
Total	22	5	2	-	2	-	31

Embassy of Pakistan, Qatar (Doha) Total Persons: 17

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	-	-	1	-	-	1	2
04	1	-	1	-	-	-	2
11	-	1	-	-	-	-	1
12	-	1	1	-	-	-	2
15	3	-	1	-	-	-	4
16	-	-	-	1	-	-	1
17	1	-	-	-	-	-	1
18	-	1	-	-	-	-	1
19	1	-	-	-	-	-	1
20	1	-	-	-	1	-	2
Total	7	3	4	1	1	1	17

Embassy of Pakistan, Bahrain   Total Persons: 8

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	1	-	-	-	-	-	1
05	-	-	1	-	-	-	1
11	1	1	-	-	-	-	2
15	1	-	-	-	-	-	1
16	1	-	-	-	-	-	1
20	1	1	-	-	-	-	2
Total	5	2	1	-	-	-	8

Embassy of Pakistan, Kuwait   Total Persons: 12

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	1	-	-	-	-	-	1
11	1	1	-	-	-	-	2
12	3	-	-	-	-	-	3
15	-	-	1	-	-	-	1
16	1	-	-	-	-	-	1
18	-	-	-	-	1	-	1
19	-	1	1	-	-	-	2
20	1	-	-	-	-	-	1
Total	7	2	2	-	1	-	12

Embassy of Pakistan, France (Paris)   Total Persons: 10

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	-	-	-	-	-	1	1
11	2	-	-	-	-	-	2
12	1	-	-	-	1	-	2
15	1	-	-			-	1
17	1	-	-	-	-	-	1
19	1	-	-	-	-	-	1
20	1	-	-	-	-	-	1
22	1	-	-	-	-	-	1
Total	8	-	-	-	1	1	10

Embassy of Pakistan, Muscat (Oman)   Total Persons: 20

Grade/ BPS	Province-wise break up						
	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA/ FANA	AJK	Total
01	1	-	-	-	-	-	1
05	2	-	-	-	-	-	2
07	3	-	-	-	-	-	3
09	1	-	-	-	-	-	1
11	2	-	-	-	-	-	2
12	3	-	-	-	-	-	3
14	1	-	-	-	-	-	1
15	1	-	1	-	-	-	2
18	1	-	-	-	-	-	1
19	2	-	-	1	-	-	3
21	1	-	-		-	-	1
Total	18	-	1	1	-	-	20

b) The Ambassadors and officers are paid in addition to their salary in Pak rupees (equivalent in foreign currency) foreign allowance and entertainment allowances as per rates approved by the Ministry of Finance for each Mission. The other officials are paid foreign allowance admissible to respective categories in addition to salary in Pak rupees. They are also provided official accommodation and medical facilities as per government rules. The Heads of Missions are also entitled to free transport.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ضمنی جناب۔ میرا یہاں یہ سوال ہے کہ ایران ' یو اے ای ' بحرین ' قطر ' کویت اور مسقط میں پاکستانی Missions میں کام کرنے والے افراد کی تعداد اور گریڈ صوبہ وار تفصیل بتائی جائے۔ جناب! آپ یہ اندازہ کریں گے کہ انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے۔ جناب! ایران یا زاہدان میں مسقط ' یو اے ای ' قطر میں بلوچی آبادی زیادہ ہے۔ میں ابھی حال ہی میں تین ماہ پہلے مسقط گیا تھا' وہاں پوری ایمبیسی میں ایک بھی بلوچی بندہ نہیں ہے جو کہ بلوچی language جانتا ہو۔ مجھے بلوچوں نے شکایت کی کہ جب ہم پاسپورٹ لینے کے لیے گئے تو وہاں ایک پنجابی تھا اس نے میرا پاسپورٹ پھینک دیا اور کہا کہ get out from my embassy. میں نے سفیر سے بات کی کہ اگر ہم بلوچ پاکستانی نہیں ہیں تو ہمیں بتایا جائے۔ جناب! اس میں جو figures دیے گئے ہیں ان کے بارے میں' میں وزیر صاحب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ تہران میں بلوچستان کا صرف ایک اور total 38 ' تہران مشہد میں بلوچستان nil ' زاہدان جو کہ بلوچوں کا صوبہ ہے وہاں بلوچستان nil ' یعنی ایک بھی نہیں جو کہ بلوچی جانتا ہو۔ ابوظہبی UAE میں بلوچستان کا صرف ایک' دبئی میں بلوچستان nil ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سوال کیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں سوال کی طرف جا رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں وہ تو سب نے پڑھ لی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جہاں تک میرا سوال ہے اس کے مطابق دنیا کو تو پتا چلے۔ قطر میں بلوچستان کا صرف ایک جبکہ کُل ہیں 17 ' بحرین میں بلوچستان nil جبکہ کُل 8 ' کویت میں بلوچستان nil ' فرانس میں nil اور مسقط میں صرف ایک۔ میں وزیر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا! وفاق چار صوبوں پر مشتمل ہے' مسقط میں رہنے والے locals میں بھی بلوچی زیادہ ہیں' آپ ان کو بھی merit بنائیں کہ وہاں اگر کوئی ایمبیسی میں جائے تو اس کو یہ محسوس نہ ہو کہ میں پاکستانی نہیں ہوں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ ہدایت آپ کو اوپر سے ہے یا کیا مسئلہ ہے کہ جن ممالک میں بلوچی زیادہ رہتے ہیں وہاں آپ کو 8 یا 9 گریڈ کا

کلرک یا 12 گریڈ کا کوئی افسر تعینات کرنے میں کیا دشواری ہے۔یہ جو میں نے figures دیے ہیں ان میں فاٹا اور سرحد کے لوگ کم ہیں اور پنجاب کے سب سے زیادہ ہیں۔ اس کو بلوچستان ' فاٹا اور سرحد والے محسوس کر رہے ہیں۔ آپ وفاق کو مضبوط بنانے کے لیے اس کوٹے کی زیادتی کو کب تک پورا کریں گے؟ ہمارے ساتھ بیٹھیں' میں کہتا ہوں کہ اس سوال کو متعلقہ کمیٹی کو بھیجیں۔ ہم بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں سمجھائیں' ہم انہیں سمجھائیں گے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، بس بات ہو گئی۔اب repetition ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، وزیر صاحب یہ بتائیں کہ ہمارا جو کوٹا مسقط ' ابوظہبی اور ایران میں نہیں ہے' اس میں کب تک کوئی بلوچی سفیر ' قونصل جنرل یا کوئی سٹاف بھرتی کریں گے؟

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، اکٹھا سوال لے لیتے ہیں' جی انصاری صاحب۔

سینیٹر عبداللطیف انصاری ، جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ سندھ کا کوٹا 19 ہے' میں بتانا چاہتا ہوں کہ سندھ کی 23% population ہے تو یہ 19% کیوں ہے؟ سندھ کا کوٹا 23% ہونا چاہیے اور اس کے بعد جتنے بھی یہ figures آئے ہیں ان میں سندھ کو نمائندگی نہیں دی گئی۔ کیا وزیر صاحب اس ہاؤس کو assurance دلائیں گے کہ سندھ کو جو کوٹا نہیں دیا گیا ہے وہ کب تک complete کیا جائے گا؟ وہ کوٹا تب تک complete نہیں ہوتا جب تک یہ ratio level پر نہیں آ جاتا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، جناب الیاس بلور صاحب ! چونکہ یہ سوال quota related ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور ، شکریہ۔ جناب چیئرمین ! میں honourable Minister صاحب کی یہاں پر correction کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پختونخواہ کا کوٹا 11% کہا ہے it is not 11%, it is 14% اور میں نے پہلے سوال میں دیکھ لیا ہے کہ 14% کے ساتھ ہمارے آدمی پورے تھے لیکن ابھی جو figures آئے ہیں ان میں تو بڑی زیادتی کی بات ہے کہ ایران' تہران' مشہد' مسقط اور پیرس' 22 آدمیوں کے مقابلے میں ایک ایک اور دو آدمی۔ I think this

ہمارا حق یا صوبے کی is very much unfair, this is according to the Constitution.
جو نمائندگی ہے وہ تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب بادینی صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ، وہ تو سرکار ہیں' ان کو کیا ضرورت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ فون سننے میں مصروف تھے۔ جی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! میری اپنے تمام ministers صاحبان سے ایک request ہے اور آپ سے بھی ہے۔ آپ مہربانی کر کے quota کو clear کرائیں۔ سب کہتے ہیں کہ بلوچستان 3.2% ہے لیکن وہ نہیں ہے' 5.4% ہے' مشاہد حسین نے بھی اس کی تصدیق کی ہے اور ہم بار بار بول رہے ہیں لیکن جب حساب دینے کا time آتا ہے تو 3.2% پر جا رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ مہربانی کر کے اس کو clear کرائیں جو بھی minister آتا ہے' وہ یہی کہتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بلوچ صاحب۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! Sir, first of all...

Mr. Presiding Officer: As brief as possible.

Senator Sanaullah Baloch: Yes sir, I will try.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سوال ہے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، آپ نے دو سوالوں کو اکٹھے کیا ہے۔ جناب! پہلے تو انہوں نے Article-27 کی طرف اشارہ دیا' آپ کو بھی کہا' ہمیں بھی کہا۔ جناب! آپ کے سامنے Constitution پڑا ہے' میرے سامنے پڑا ہے' ان کو بھی Constitution کی تازہ ترین copy دے دیں اور Article-27 آپ خود پہلے کھول لیں اور آپ اس میں دیکھیں کہ Article-27 کے دو sub-articles ہیں' دونوں sub-articles میں کون سی جگہ پر یہ لکھا ہوا ہے کہ federating units کے ساتھ رویہ' حسن سلوک' ملازمتیں اور ان کے ساتھ انصاف آبادی کی بنیاد پر کیا جائے گا' اگر it is mentioned there, sir I have no other question بلکہ

میں کبھی بھی تین سالوں میں نہیں پوچھوں گا۔ ایک تو یہ کھول کر دکھائیں اور honourable member کو کہیں، اس کو درست کرے۔ جناب! اس کو صرف ایک صفحہ لکھ کر کہیں سے دیا گیا ہے جس کو وہ پڑھ رہے ہیں۔ Article-27 میں یہ نہیں ہے بلکہ Article-27 میں کسی شہری کے ساتھ جو با اعتبار اور دیگر پاکستان کی ملازمت میں تقرر کا اہل ہو، کسی ایسے تقرر کے سلسلے میں محض نسل، مذہب، ذات، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بنا پر امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ It is against the quota system, the Constitution speaks for the quota system وہ کہتے ہیں کہ جناب! آپ لوگوں کو جو بھی پسماندہ علاقے ہیں، ان کو زیادہ موقع دیں۔

جناب! دوسری بات۔ یہ تو ہوا Constitution کا، وہ اس کو درست کر لیں۔ دوسری بات جو بلوچستان کی 1998 کی Census ہوئی تھی۔ میں ویسے کہتا ہوں کہ بلوچستان کی population پاکستان میں 5.11% ہے اور بے شک ہم 5.11% بھی نہیں مانتے، ہم بلوچستان کے لیے کوٹا ملازمتوں کے لیے نہیں مانگیں گے، بلوچستان کو اپنا حق چاہیے جو 50 یا 55 سالوں کو گم گشتہ ہے۔

جناب! تیسری بات Question No. 26 میں کہا گیا، انہوں نے کہا کہ out of 43 only 32 people belong to Punjab اور اس میں انہوں نے کہا کہ Public Service Commission ہے۔ باقیوں کا اختیار Ministry کو ہے۔ یہ جو Public Service Commission اور منسٹریوں کی دو مختلف چیزیں یعنی جناب! Question No.1 میں جو جواب دیا گیا ہے 15 consulates میں کام کرنے والے 43 لوگوں میں سے 74% افراد کا تعلق پنجاب سے ہے۔ ہمیں گلہ نہیں ہے، یہ صرف آپ کے سامنے ہو۔ Question No. 27 کا جو answer آیا ہے، اس میں تہران کا ذکر آیا ہے، ایران میں وہاں پر جو ان کا Mission ہے، اس میں پنجاب کے 71% لوگ تعینات ہیں حالانکہ ایران کے اندر ایک صوبہ ہے یعنی 6 million بلوچ population ہے، 16% بلوچ territory اور ایک area وہاں ہے سیستان، بلوچستان کے نام سے ایک province ہے، وہاں پر موجود ہے۔ اسی طرح مشہد میں بلوچستان سے کوئی نہیں ہے، اسی طرح زاہدان میں، جو سیستان بلوچستان کا capital ہے، وہاں پر بھی ایک بلوچی نہیں

ہے تاکہ آپ کسی کے ساتھ interact کر سکیں، کسی کو facilitate کر سکیں۔

جناب! تیسرا ہے، UAE میں، میں ابھی کل پرسوں دوبئی سے آیا جو میرے ساتھ Consulate نے رکھا، اس کے بعد میں کوئی گلہ نہیں کروں گا کہ کسی غریب بلوچ کے ساتھ Consulate کا رویہ کیا ہوتا ہے۔ جناب والا! اس لیے وہاں پر 65% صرف پنجاب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ پھر پاکستان Consulate General دوبئی میں جو ہے، 70% from پنجاب، ان figures کو calculate کرلیں، یہ انہی کے دیے ہوئے figures ہیں۔ اس کے بعد آتے ہیں جو عمان ہے، جناب! عمان کے اندر 25% جو عمان کی آبادی ہے، وہ بلوچوں پر مشتمل ہے، عمان کے اندر تین بلوچ ministers ہیں، ایک وہاں پر ہماری خاتون Minister ہے، بلوچی speaking علاقہ ہے۔ سلطنت عمان کا جو بادشاہ ہے، وہ عربی اور بلوچی زبان پر بیک وقت عبور رکھتا ہے۔ پاکستان کے، ہمارے بلوچستان کے آدھے جو گوادر کے شہری ہیں، وہ عمان اور مسقط کی دوہری شہریت رکھتے ہیں ۔ جناب والا! عمان کے اندر، مسقط کے اندر بلوچستان سے ایک ہے جبکہ پنجاب سے 90% یعنی 18 ,out of 20 کا تعلق پنجاب سے ہے۔ جناب! اس کے بعد کیا رہتا ہے، مطلب گلے شکوے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلوچستان does not.... جناب! اس میں صرف گزارش یہ ہے کہ Foreign Affairs کی جو Ministry ہے وہ represent کرتی ہے پاکستان کو it does not represent Islamabad, it does not represent anyMinister, any government, it represents your federation اگر آپ کی federation میں بلوچ کہیں پر شامل نہیں اس کا اندازہ تو آپ نے کر لیا ہوگا کہ ہمارے حصے میں گولیاں، ہمارے حصے میں محض آپ کی جیلیں ہیں ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اب یہ stagnant ہوگئے ہیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، نہیں جناب! صرف یہ ہے کہ آیا بلوچ کوئی آپ کی state کے اندر doubtful charaters ہیں وہ کوئی مشکوک شہری ہیں کہ آپ ان کو Foreign Ministry میں کوئی بھی reasonable or reliable post دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں جن علاقوں میں کم از کم بلوچ ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ constitutionally جو انہوں

نے کہا ہے اس کو درست کرلیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ابھی وہ اس کا جواب دیں گے ۔ Last question

Kakar Sahib. سب کا اکٹھا جواب دے دیں گے ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہم زیادہ زخم نہیں کریدیں گے ۔ کوٹا، میرٹ، کوٹا۔ اس میں ہمیشہ ہم رہ جاتے ہیں۔ یہاں ہم سب فیڈریشن کے representatives ہیں لیکن اپنے اپنے صوبوں اور علاقے کی نمائندگی کا حق تو ادا ہونا چاہیے۔ فاٹا سب سے پہلے محروم ہے۔ اس کے بعد سندھ محروم ہے۔ اس کے بعد سرحد محروم ہے۔ بلوچستان تو ہے ہی آخر میں۔ ہماری Foreign Service یا ہمارے کرتا دھرتوں کی مہربانی کو دیکھ لیجیے۔ کویت پر ہم بات نہیں کرتے۔ کویت ان کے قریب ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اگر سوال repeat نہ کریں تو بہتر ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! میں صرف یہ کہوں گا کہ فرانس میں

80% quota according to the statement made by the honourable Minister

کہ ان کا 50% بنتا ہے۔ 80% quota جو utilize ہوا ہے کیا وزیر صاحب اس ایوان کو assure کرائیں گے کہ they will be terminated after the prorogation of this session وہ نہیں کریں گے ۔ اس لیے کہ اگر کریں گے تو قیامت آئے گی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ مقط میں، پنجاب بھی ہمارا ہے میں تعصب کی بنیاد پر بات نہیں کروں گا لیکن بھائیوں کی تقسیم کی بات کروں گا ۔ مقط میں total 20% strength ہے اس میں سے in between 85 and 90% جو ہے وہ پنجاب کو allocate ہوا ہے باقی سب صاف۔ سرحد والوں کو ایک چپڑاسی لگا کر دیا گیا ہے کہ تم بھی اس کارواں میں شامل ہو ۔ کیا وزیرصاحب اس بے انصافی کے ازالہ کے لیے یا یہ حکومت جو تمام صوبوں یا فیڈریشن کے حقوق کی دعویدار اور چیمپئین بننے کی خواہشمند ہے کیا وہ اس پر کچھ نظر کرم فرمائیں گے کہ اس کو revise کیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Hidayat Sahib last question.

سینیٹر ہدایت اللہ شاہ، شکریہ جناب چیئرمین! پہلے جو کوٹا سسٹم ہے اس میں سرحد کے ویسے بھی کم ہیں لیکن میں شمالی علاقہ جات اورکشمیر کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہی اعداد و شمار جو ہیں شمالی علاقہ جات اورکشمیر کے زیادہ طور پر خلیج میں لوگ کام کرتے ہیں لیکن انکا جو کوٹا ہے وہ بالکل صفر ہے تو کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ شمالی علاقہ جات یا کشمیر کا بھی کوئی کوٹا مقرر ہے یا نہیں یہ میرا سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب Minister صاحب - Now all these questions are in front of you.

Makhdoum Khusro Bakhtyar (Minister of state for Foreign Affairs): Question is coming to a larger debate when I had anticipated initially. Sir, when I was quoting the Constitution actually Article -27 Sub-clause (1):-

"No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any such appointment on the ground only of race, religion, caste, sex, residence or place of birth." that's what the honourable Senator weighed. "Provided, that for a period not exceeding [forty] years from the commencement date, posts may be reserved for persons belonging to any class or area to secure their adequate representation in the service of Pakistan. "In terms of my first statement which I made earlier. Honourable Chairman! secondly sir, we are to take a realistic view here. Total 412

ہیں۔ سترہ گریڈ کے اوپر کے آفیسرز اس میں سے جو provincial quotas ہیں۔ اگر وہ کسی stage پر تبدیل ہوتے ہیں تو لامحالہ اس تبدیلی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور inductions ہوں گی یا ان کو ٹھیک کیا جائے گا لیکن آج کی تاریخ میں جو provincial quotas ہیں

Foreign Office کے ۱۷ سے اوپر کے جتنے آفیسرز ہیں ان میں ۱۷ بلوچستان سے ہیں۔ ایک قونصل جنرل ابھی ٹورنٹو میں گئے ہیں وہ بھی بلوچستان سے ہے۔ اب جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی ہے کہ یہ 3.5 کے سامنے 4.12 ہیں۔ یہ جو کوٹا سے زیادہ لوگ ہیں یہ اضافی ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ ان postings کے اندر کن چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہیے۔ National language being one. لیکن کئی دفعہ آپ کو علم ہوگا کہ ہمارے جتنے missions ہیں اور خاص طور پر ان Missions کا جن پوچھا گیا ہے وہاں ۷۲ آفیسرز local based ہیں۔ Local based وہ لوگ ہوتے ہیں جو host country کے citizens ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ وہاں کے سسٹم کی وجہ سے چند آسامیوں کے لیے ان کی افادیت زیادہ ہوتی ہے۔ کئی ایسی posts ہیں جن پر ہم host government کے لوگ appoint نہیں کرتے۔ جیسے Cypher Assistants ہوتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بات یہ ہے کہ جب آپ نے سوال پوچھا ہے تو جواب سن لیں۔ Please, the Minister is on the floor.

(مداخلت)

(اس موقع پر اپوزیشن کے تمام اراکین نے واک آؤٹ کیا)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ اپنا جواب مکمل کریں۔

مخدوم خسرو بختیار، بڑے دکھ کی بات ہے کہ میرا پورا جواب نہیں سنا جا رہا ہے۔ میری مختصراً عرض یہ ہے کہ اس وقت جتنے provincial quotas ہیں ان کے مطابق ہماری inductions ہیں۔ Postings کا جو criterion ہے وہ بھی میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ جو point انہوں نے اٹھایا کہ ان embassies میں بلوچ origin یا پشتو speaking حضرات کو فوقیت دینی چاہیے یہ درحقیقت ایک جامع تجویز ہے۔ جس کے اوپر میں اس House کو assure کراتا ہوں کہ ہم دوبارہ اس کو review کریں گے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں دوبارہ واپس تشریف لائے)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میری بات سنیں۔ جس طرح ہمارے منسٹر صاحب بتا رہے ہیں۔ دیکھیں یہ مت سمجھنا کہ میں کوئی غلط بات کر رہی ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ بلوچستان سے جس طرح انہوں نے بتایا کہ یہ ۴۲ ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس پوری book میں بلوچستان کے کل ہمارے کتنے لوگ ہیں؛ باقی embassies میں ہمارے کتنے لوگ ہیں؛ مگر صحیح بولنا چاہیے۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ بلوچستان کے لیے چیختے ہیں۔ جائز چیختے ہیں۔ دیکھیں جہاں پر منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ۴۲ ہیں۔میں آپ کو ایک بات بتاؤں' foreign affairs میں بلوچستان سے صرف ایک کرنل لطیف ہے' اس بے چارے کو بھی بیس سال سے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے' نہ اس کو ترقی دے رہے ہیں اور پھر اس کو ریٹائر کر رہے ہیں۔ دیکھیں جی! اللہ کو جان دینی ہے' ہم تیس سال سے بلوچستان کے لیے لڑ رہے ہیں مگر اس لڑنے کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا۔ اس کے باوجود بلوچستان کے ساتھ اتنی نا انصافی ہو رہی ہے کہ اگر ہم باہر کسی embassy میں جاتے ہیں تو وہاں پر بلوچستان کا کوئی بندہ ہی نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر آغا پری گل، نہیں' میری بات سنیں' بلوچستان سے صرف ایک کرنل لطیف ہے' وہ بے چارہ بیس سال سے foreign affairs میں دھکے کھا رہا تھا اور اب اس کو ریٹائر کر رہے ہیں۔ بلوچستان سے کوئی یہاں بائیس گریڈ میں کیوں نہیں آتا؛ ان کو OSD بنا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! اللہ کے واسطے' آپ بھی تھوڑا سا ترس کھائیں' یہ نہیں کہ بس O.K. کر کے سارا نبیڑ لیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں مگر یہاں پر سچ بولنا چاہیے۔نہیں جی غلط بات ہے' میں ہوں' یا چاہے وہ جو کوئی بھی ہو' جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؛ کل ہم نے انہی صوبوں میں جانا ہے' اگر ان کتابوں میں ہم جھوٹ بولتے رہیں گے تو ہم کیا منہ لے کر وہاں جائیں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! ذرا ان کو بھی صحیح کیا کریں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر آغا پری گل، آپ میری بات سنیں' very good کی بات نہیں ہوتی مگر یہ ہے کہ آپ بھی انصاف کریں۔ آپ بھی ایک صوبے کے نمائندے ہیں' اگر یہ کچھ بلوچستان کے ساتھ ہوتا رہا تو ظاہر ہے لوگ چیخیں گے' کیوں نہیں چیخیں گے؟ آپ دیکھیں کہ دوسرے صوبوں سے یہاں پر 25 لوگ ہیں اور بلوچستان سے صرف ایک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Question Hour ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں جناب چیئرمین! آپ سنیں۔ کڑوی بات ختم نہیں ہوتی' آپ ذرا کڑوی بات بھی سنا کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Question Hour ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، آپ خود دیکھیں' اس پوری کتاب میں بلوچستان سے صرف ایک ہے۔ اللہ سے ڈریں' اللہ کو جان دینی ہے' سب نے وہیں پر جانا ہے' اگر آپ اس طرح کی زیادتی کریں گے' یہ تو ناانصافی ہے۔ ہمارا کوئی Embassador نہیں ہے اور Consulate میں ہمارا کوئی بندہ نہیں ہے' foreign affairs میں بلوچستان سے کوئی نہیں ہے تو پھر لوگ ہمیں دھکے ہی دیں گے۔ آپ ذرا اس پر توجہ دیں' یہ سارا جھوٹ ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Question No. 28.

28. ***Mr. Muhammad Amjad Abbas** : (Notice received on 02-01-2006 at 7.22 p.m.)

Will the Minister for Industries, Production and Special Initiatives be pleased to state whether it is a fact that farmers are not being provided tractors by the tractor manufacturing industry in the country in time and as per their requirement, if so, the alternative arrangements made/ being made by the Government in this regard?

Mr. Jahangir Khan Tareen : Presently, there are three major tractor manufacturers in the country engaged in the progressive manufacturing of different models of tractors, According to the data provided by Pakistan Tractors Manufacturers Association (PTMA), there is backlog of 9500 tractors during the period July-December, 2005. However, there has been a sudden surge in the demand for locally manufactured tractors due to liberal loans provided by commercial/

Ltd., (ZTBL) was the only financing body. Additionally due to increase in the support prices of cash crops the farmers are in a better financial position to purchase tractors on cash basis.

To ensure availability of tractors Government is now addressing this issue on the supply side through allowing import of 10,000 tractors at zero tariff. In case of any subsequent gap in demand and supply, the same option could be exercised in future.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جلدی بولیں میرا خیال ہے آپ صلاح کر رہے ہیں اور آپ کے صلاح کرتے کرتے وقت گزر جائے گا۔

سینیٹر محمد امجد عباس، میرا سوال یہ ہے کہ یہ تو بجٹ میں announce ہوا تھا کہ 10,000 ٹریکٹر import کیے جائیں گے جبکہ منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جولائی اور دسمبر سے یہ backlog ہوا ہے۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ انہوں نے پہلے ہی foresee کر لیا تھا لیکن اب حقیقت یہ ہے کہ زرعی ملک ہونے کے باوجود آپ جو ٹریکٹر آج book کرائیں گے' وہ ایک سال بعد ملے گا۔ ایک شرط یہ بھی رکھی گئی تھی کہ اسی کمپنی کے ٹریکٹر import ہوں گے جو یہاں پر plant set کرے گی۔ اب تو ٹریکٹر ہی نہیں ملتے۔ اس پر منسٹر صاحب کیا کہنا چاہیں گے؛

Mr. Presiding Officer: Who is the concerned Minister? Nobody here, Minister is not here to respond, this question is...

منسٹر صاحب نہیں ہیں' کیا جواب دیں اب؟

سینیٹر محمد امجد عباس، جناب! اس کو پھر defer کرا کے next rota day پر رکھوا دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، جناب! میں آج سارے House کو مبارک دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور 80 فیصد لوگوں کا تعلق زراعت سے ہے،' میرا تعلق بھی زراعت سے ہے،' آج ہمیں خوشی ہے کہ کوئی وزیر موجود نہیں ہے،' اللہ اس ملک کی زراعت کی حفاظت کرے۔

(مداخلت)

Senator Ch. Muhammad Anwer Bhinder: Sir, next question No. 29

Mr. Presiding Officer: Question No. 29

صرف ایک سوال رہ گیا ہے میرا خیال ہے اس کو ختم کرلیں۔

29. ***Syed Murad Ali Shah:** (Notice received on 02-01-2006 at 7.28 p.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state whether it is a fact that the required quantity of fertilizers was not available in the market and prices of fertilizer were also increased during the last Kharif season, if so, the reasons thereof and the steps taken by the Government in this regard?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan : Fertilizer trade is a deregulated one. Postassic and Phosphatic fertilizer are mainly imported and sold by private sector without Government subsidy. However, imported urea is subsidized and sold through urea manufacturers at par with domestic price. For Kharif 2005, a quantity of 0.236 million tons was imported to ensure full supply of fertilizers. There was no shortage and prices also remained stable.

سینیٹر محمد امجد عباس، جناب! Question No. 28 کو next rota day کے لیے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! اس میں فرٹیلائزرز کی قیمت اور اس کی required quantity کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ مجھے پچھلے دنوں ہندوستان جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے زمینداروں سے fertilizers کی قیمتیں دریافت کیں تو جناب! ہندوستان میں یوریا -/316 روپے کی بوری ہے جبکہ ہمارے ہاں -/510 سے -/520 روپے کی ہے اور بلیک میں اور زیادہ مہنگی ہے

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، 580 روپے ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جی 580 روپے سے بھی زیادہ میں مل رہی ہے اور جناب! اسی طرح انڈیا میں -/DPA, 608 روپے ہے اور یہاں -/1100 سے -/1200 روپے تک ہے۔ہندوستان میں یوریا کی بوری تین سو سولہ روپے کی ہے جبکہ ہمارے ہاں 510 سے 520 روپے کی black میں زیادہ قیمت پر مل رہی ہے۔ اس طرح ڈی پی اے انڈیا میں 608 روپے کی ہے اور یہاں 1100 سے 1200 روپے کی ہے۔ جناب یہ ستم ظریفی کیونکر روا ہے ہمارے ملک میں کہ لائن کے اس پار آدھی قیمت ہے اور یہاں دگنی قیمت زمینداروں سے وصول کی جا رہی ہے۔ اس کے متعلق ہمارا لائحہ عمل کیا ہے؟ ہم ایک زرعی ملک ہیں۔ ہم اتنی گراں قیمت پر دے

رہے ہیں۔ نہ تو آپ ہمیں subsidy دیتے ہیں، نہ قیمتیں کم کرتے ہیں اور نہ ہماری قیمتیں جو international ہیں وہ ہمیں ملتی ہیں تو Agricultural economy کیسے ترقی کرے گی۔ وزیر صاحب یہ ذرا وضاحت فرمائیں۔

(مداخلت)

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی، یہاں پر دو سوال کیے گئے ہیں۔ ایک محترم بھنڈر صاحب نے اور ایک بلور صاحب نے کیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو بھنڈر صاحب کی بات ہے وہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستان میں almost 70% Urea and DAP کی prices ہمارے سے کم ہیں۔ ہمارا 70% کے قریب مہنگا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ وہاں پر حکومت subsidy دیتی ہے اور اربوں روپے کی subsidy جبکہ ہماری حکومت صرف یوریا import میں subsidy دے رہی ہے جو کہ اس سال دس ارب روپے کے قریب ہے۔ پچھلے سال یہ چار ارب روپے کے قریب تھی جو جون ختم ہوا ہے 2005ء میں۔ اس سال جو 2006ء میں جون ختم ہوگا اس پر ہماری total subsidy دس ارب روپے بنے گی۔

باقی جو phosphate and potash جو درآمد کی جاتی ہے وہ flat rate میں ہے جس پر جو باہر کا rate ملتا ہے ہندوستان میں وہی rate کھلتا ہے، یہاں پر اسی rate پر دی جاتی ہے۔ کوئی چار پانچ ڈالر کا freight کی وجہ سے فرق ہو تو ہو مگر وہاں پر انہی کی قیمت پر حکومت subsidy دیتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ subsidy کی limitation ہے، ہمارے وسائل میں تو ہمیں صرف دس ارب روپے کی subsidy ملے گی اس سال جبکہ پچھلے سال 4.8 تھی۔ باقی ان کی بات صحیح ہے۔

دوسرا بلور صاحب نے ٹریکٹر کا کہا ہے۔ اس کا انڈسٹری کا وزیر نہیں آیا مگر مجھے تھوڑا سا اس بارے میں علم ہے۔ ملت ٹریکٹر اور دوسری Fiat ٹریکٹر یہ کمپنیاں جو production کر رہی ہیں وہ ہماری ایک سال کی demand سے کم ہے، ایک سال نہیں چھ مہینے کی demand سے ہم کم produce کر رہے ہیں۔ لہذا یہاں چھ، چھ مہینے، آٹھ، آٹھ مہینے کی waiting list ہے۔ میں اس کمیٹی میں تھا جہاں ان دونوں حضرات کو بلایا گیا۔ ملت ٹریکٹر والے چالیس پچاس ہزار اس

وقت چالیس ہزار بڑے ٹریکٹر پر 380-385 پر charge کر رہے تھے۔ off the record ہم نے ان کو کہا کہ آپ یہ off the record, under hand لوگوں سے زبردستی لے رہے ہیں۔ یہ fixed price سے زیادہ ہے، آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم free enterprize کے آدمی ہیں۔ ہماری جو چیز بازار میں بکتی ہے اس پر حکومت کی کوئی restriction نہیں ہے۔ لہٰذا وہ جس price پر بیچیں وہ independent ہیں۔ ہم نے کافی زور لگایا مگر چونکہ اس وقت de-regulation کی ایک پالیسی چل رہی ہے ہمارا ان پر کنٹرول نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ ہم نے بڑی کوشش کی کہ دس ہزار ٹریکٹر ہم نے کہا اور جب Prime Minister Sahib نے اپنی بجٹ تقریر کی تو آخری منٹ میں ہم نے یہ چیز add کرائی کہ مہربانی کر کے زمینداروں کے لیے کچھ کریں تو انہوں نے دس ہزار ٹریکٹروں کی درآمد کرنے کے لیے کہا ہے۔ اس کی پالیسی میں کچھ مسائل تھے۔ مجھے کچھ عرصہ پہلے انڈسٹری کے وزیر صاحب ملے تو وہ کہہ رہے تھے کہ شاید ایک مہینے تک کوئی فیصلہ ہو جائے گا کہ کس طریقے سے انہیں منگوایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : وزیر صاحب ! do you want to defer this question? تا کہ آپ مکمل طور پر تیاری کے ساتھ جواب دے سکیں۔

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی : جناب والا ! it is very important question. میں کہوں گا کہ آپ اسے defer کریں اور اس پر بحث ہونی چاہیے کہ یہ دس ہزار ٹریکٹر کیوں نہیں آرہے ہیں اور کاروں کی طرح ٹریکٹر کیوں مہنگا ہوتا جارہا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ بات تو سن لیں۔ ایک تو آپ ہر وقت گرمی میں رہتے ہیں۔ Let him come forward with the explanation.

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میری بات سنیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : عباسی صاحب! آپ نے تو میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ سوالات ڈیڑھ گھنٹے تک چلائیں گے۔

جناب محمد اسحاق خان خاکوانی، یہ صرف آپ کا مسئلہ نہیں ہے جناب والا! میں تو agree کر رہا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہیے۔

Mr. **Presiding Officer:** Question No. 29 is being deferred. The Minister will inform the House with all the necessary details...

(Interruption)

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, the Ministers for Agriculture and Industry, both should be present here to answer the supplementary questions.

Mr. **Presiding Officer:** Come with the consensus.

آپ جو فیصلہ کریں، مجھے بتا دیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: ایسا نہ ہو کہ اس دن وزیر زراعت تو ہوں لیکن وزیر صنعت موجود نہ ہوں۔

Mr. **Presiding Officer:** We will take up this question in next week.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: اگلے Wednesday رکھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں، Wednesday رکھ لیتے ہیں لیکن

I expect that the Ministers should also be present. As for the Question No. 30 is concerned that is also being deferred because the necessary informations are not available. This brings us to close of the Question Hour. This brings to an end of Questions & Answers Session. The Questions Nos. 28, 29 and 30 are deferred and the remaining questions

and their answers are taken as read and placed on the table of the House.

سینیٹر آغا پری گل، جناب والا! میں point of order پر کھڑی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ سے پہلے وسیم سجاد صاحب کھڑے ہو گئے ہیں۔ پہلے انہیں اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، وہ بیٹھ جائیں گے۔

(مداخلت)

POINT OF ORDER

MISBEHAVIOUR WITH THE FAMILY OF CHEIF MINISTER BALOCHISTAN DURING HAJJ

Mr. Presiding Officer: Let us have some order in the House please.

سینیٹر آغا پری گل، میں آپ کو ایک بہت ضروری بات بتانا چاہتی ہوں اور یہ بلوچستان کے Chief Minister کے بارے میں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بات ہے اور وہ بات ہے لیکن میں آپ کو آج ایک صحیح بات بتانا چاہتی ہوں۔ اس واقعہ سے ہم سب بلوچستان والوں کی توہین ہوئی ہے اور ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور ہماری رسوائی ہوئی ہے ۔ جناب والا! ہمارے Chief Minister کے بچے حج کرنے گئے تھے۔ یہ بات بڑے غور سے سننے والی ہے۔ اگر ایسا واقعہ دوبارہ ہوا تو ہم نہیں چھوڑیں گے۔ جناب والا! Chief Minister کی wife اور بچے حج کرنے گئے تھے۔جب یہ مکہ شریف پہنچے تو Caretaker نے انہیں پاکستان ہاؤس میں جگہ دی مگر پاکستان کے ڈائریکٹر حج، جس کا نام شاہد خان ہے، میں اس کا نام بھی لینا چاہوں گی، یہ ڈائریکٹر جنرل ہیں یا کیا بلا ہیں، یہ جو بھی ہیں، انہوں نے Caretaker کو dismiss کر دیا کہ انہوں نے Chief Minister کی family کو کیوں پاکستان ہاؤس میں جگہ دی ہے اور انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد وہ لوگ مدینہ شریف پہنچے تو وہاں بھی انہیں جگہ نہیں دی اور

Caretaker کو dismiss کیا۔ یہ کیا ہے؟ کیا پاکستان ہاؤس شاہد خان کے باپ کا ہے؟ جناب والا! نہ صرف یہ ہم سب بلوچستان والوں کی بے عزتی ہوئی ہے بلکہ سارے پاکستان کی بے عزتی ہوئی ہے۔ اگر اس طریقے سے ایک صوبے کے Chief Minister سے رویہ اختیار کیا جاتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ Chief Minister کی بیگم ہماری بہن ہے، بھابی ہے اور ہماری عزت ہے۔ اگر ان کی اس طرح سے بے عزتی ہوئی ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت غلط ہے۔ میں اس واقعہ کی پر زور مذمت کرتی ہوں۔ شاہد خان کے خلاف انکوائری کی جائے یا اسے dismiss کیا جائے۔

(مداخلت)

سینیٹر رضا محمد رضا : جناب والا! ہم نے اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا ہے۔ جناب والا! وہ ان چیزوں سے خوش ہوتے ہیں۔ جام صاحب خوش ہیں کیونکہ ان باتوں سے ان کی نوکری اور بھی پکی ہو جاتی ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ دیکھیں! جس نے پاکستان کو ٹکڑے کرکے پختونستان بنایا ہے میں اس سے حیران ہوں کہ یہ بول کیا رہا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے کہ رضا صاحب خوشگوار موڈ میں ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ کن پاکستانی لوگوں کے لیے بول رہا ہے۔ اس کو پاکستانیوں کے بارے میں نہیں بولنا چاہیے۔ یہ تو پختونستان بنا کر بیٹھا ہوا ہے۔یہ غلط بات ہے۔ جب بھی تم بات کرتے ہو تو پختونستان کی بات کرتے ہو ابھی بلوچستان کی بات نہ کرو۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، نہیں اس کو کمیٹی میں بھیج دیں---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بات سنو تو----

سینیٹر آغا پری گل، نہیں اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔جناب چیئرمین! ہم بیٹھیں گے نہیں۔ آپ اس کو کمیٹی کے حوالے کریں۔ آپ اس کو کمیٹی کے حوالے کریں نہیں تو ہم باہر جائیں گے۔میں نے بتا دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ابھی لکھ کر بھی لے آئیں۔ ابھی لکھ کر لے آئیں کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ابھی لکھ کر لائیں کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔دو لائنیں لکھ کر لے آئیں۔

سینیٹر آغا پری گل، ابھی آپ کے سامنے اتنی بڑی تقریر کی ہے تو ایک سینیٹر آپ کے ساتھ بول رہی ہے تو اس کے لیے کیا ضروری ہے کہ ہم writing لکھ کر دیں۔آپ میرے پر بھروسہ نہیں کر رہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، پیچھے بیٹھ کر لکھ کر لے آئیں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، آپ کی بے عزتی ہو تو آپ چھوڑیں گے۔تم کھڑے ہو جاتے ہو، ہر بات میں کھڑے ہو جاتے ہو، تم بھی عزت کا خیال کرو۔جو ایک ویزہ ان کو نہیں ملتا تو کتنا شور کرتے ہیں۔ امریکہ کا ویزہ مانگتے ہیں، اگر نہیں ملتا ہے تو شور مچاتے ہو، کسی پولیس کی پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پھر شور مچاتے ہیں۔یہ تو ایک بہت بڑی بات ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب! میرے خیال میں اگر آپ کی اجازت ہو تو ایجنڈے کی طرف آ جائیں تو اس میں یہ ہے کہ--

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، پری گل صاحبہ تشریف رکھیے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! جیسے کہ آج کے بارے میں طے پایا تھا کہ آج باجوڑ کی جو صورت حال ہے اس پر بحث ہوگی اور وہ آئیٹم نمبر ۱۱ ہے لیکن اس سے قبل دو آئیٹم ہیں جو نمٹانے ضروری ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ongoing discussion on the construction of large water dams in the country ہے تو اس پر ہاؤس کی sense لے لیں کہ آج اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں defer کرنا چاہتے ہیں۔ جو بھی sense of the House ہو اس کے مطابق آپ فیصلے کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، عباسی صاحب!

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! میری request ہوگی کہ ابھی تک یہ

معاملہ حل طلب ہے ابھی تک گورنمنٹ اپنے کسی clear cut stance کے ساتھ سامنے نہیں آئی مختلف باتیں ہیں۔ جنرل صاحب ایک بات کرتے ہیں وزیر اعظم صاحب دوسری کرتے ہیں ۔ وزراء تیسری کرتے ہیں۔ Allied چوتھی کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس وقت باجوڑ کا incident چونکہ تازہ تازہ ہوا ہے ۔ آپ اس کو رہنے دیں۔ اس کو ابھی ایجنڈے پر رہنے دیں۔ پھر ہم Monday کو discuss کرلیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: نہیں Monday کو نہیں ۔ اگر defer کرنا ہے تو۔۔۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: Defer کر لیں۔

Mr. Presiding Officer: It stands deferred.

سینیٹر وسیم سجاد: اس کے بعد چوتھا جو paper present کرنا ہے تو وہ کرلیں۔

LAYING OF REPORT

STATE OF PAKISTAN'S ECONOMY.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi (Minister for Parliamentary Affairs): Mr. Chairman! I beg to lay before the Senate the First Quarterly Report for the year 2005-2006 of the Central Board of Directors of the State Bank of Pakistan on the State of Pakistan's Economy, as required under section 9(a)(f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

Mr. Presiding Officer: Now, we come to item No. 11. It relates to the discussion on the admitted adjournment motions moved by Senator Farhatullah Babar and others on 20th January, 2006, on the missile attack by Afghan based coalition forces in Damadola village, Bajour Agency. Mr. Ilyas Bilour.

MISSILE ATTACK BY AN AFGHAN BASED COALITION FORCE IN BAJOUR AGENCY.

سینیٹر الیاس احمد بلور : Thank you very much. جناب چیئرمین! میں بڑے افسوس سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پشتونوں کو ان دوستوں نے تیرہ جنوری کو New Year gift دیا اور میزائل ماموں قبیلے پر گرا ہے۔ جو میرا native village ہے my great grand fathers belonged to that area. اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ وہاں بڑے غریب لوگ، آپ نے ٹی وی پر بھی دیکھا ہوگا، کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی آنتیں باہر نکلی ہوئی اور بچے اور عورتیں اور مرد مرے ہیں۔ بہت سے جانور بھی مرے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ بغیر کسی information کے، پاکستان کی حکومت کہتی ہے کہ کوئی information نہیں دی گئی اور میں نہیں سمجھتا کہ کیا ہمارا یہ ملک ایک sovereign ملک ہے یا نہیں؟ اگر یہ sovereign ملک ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ ہمارے ملک میں آ کر bombardment کرے اور میزائل پھینکے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک وزیر[xxx] ہیں، انہوں نے کئی بار یہ کہا ہے کہ وہاں ایک foreigner بھی مارا گیا ہے، یہ اطلاعات تھیں، وہ اطلاعات تھیں۔ اب بدقسمتی یہ ہے کہ Prime Minister of Pakistan نیویارک میں کہتے ہیں کہ there was no foreigner involved. There was no terrorist involved there. There was no terrorist murdered there. اب اتنی عجیب بات ہے کہ ایک وزیر صاحب ہیں جو ہر دور کے وزیر رہے ہیں اور ہر وقت ان کے منہ میں جو آتا ہے وہ بولتے رہتے ہیں اور ساری دنیا ان کی باتیں سنتی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہاں شک کیا جاتا ہے کہ وہاں ایک terrorist بھی تھا۔

جناب والا! بدقسمتی یہ ہے کہ جو مہمان باہر سے آئے ہوئے ہیں اور جن کے متعلق کوئی کہتا ہے کہ یہ terrorists ہیں، کوئی کہتا ہے یہ فلاں ہیں۔ یہ ہمارے مہمان نہیں ہیں۔ یہ پشتونوں کے مہمان نہیں ہیں۔ یہ ہم نے منگوائے ہیں، نہ ہم ان کے میزبان ہیں، نہ یہ ہمارے لائے ہوئے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لائے ہوئے ہیں جو آج bombardment کر رہے ہیں۔ یہ

\+ [(xxx)Words expunged by orders of the Presiding Officer.]

خود امریکہ کے لائے ہوئے لوگ ہیں اور امریکہ کے ساتھ جو agencies involve تھیں' ان کے لائے ہوئے لوگ ہیں' یہ ہمارے لائے لوگ نہیں ہیں۔

Mr. Presiding Officer: There is some problem in the press gallery. Anisa Zeb, please see to it.

Senator Wasim Sajjad: Sir, there is no problem because I am being informed that there is no problem.

Mr. Presiding Officer: Alright, carry on please.

سینیٹر الیاس احمد بلور: Thank you very much. جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طریقے سے وزیرستان میں ایک action شروع ہے جس طریقے سے بلوچستان میں action شروع ہے، جس طریقے سے آج ہماری باجوڑ ایجنسی میں جو کہ ہمارا علاقہ ہے' our grand grand forefathers came from that area, وہاں جس طریقے سے میزائل پھینکے جا رہے ہیں' پھر تو جناب! کیا یہ ہمارا اپنا ملک ہے؟ کیا ہم اس ملک کے مالک ہیں؟ Is Pakistan a sovereign country? If Pakistan is a sovereign country then nobody has got the right to put a rocket or fire a rocket on our sovereign country and if we are not a sovereign country then we should be told like this کہ نہیں جی ہم نے پاکستان بیچ دیا ہے۔ اپنی باتوں باتوں میں بیچ دیا ہے۔ اب جناب! یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔ اگر کوئی آدمی، اگر کوئی terrorist وہاں ہے بھی تو میں یہ ایک' دو باتیں اپنے بھائیوں سے' اپنے ساتھیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں اور میں اس ہاؤس کے سامنے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ number 2, number 3, number 4, number 5 قسم کے جو بڑے terrorists تھے' ہم terrorism کے خلاف ہیں۔ ہم عدم تشدد کے حامی ہیں۔ ہم پہلے بھی کہتے تھے کہ عدم تشدد ہونا چاہیے اور ہم آج بھی کہتے ہیں عدم تشدد ہونا چاہیے۔ ہم نے ہمیشہ عدم تشدد کی بات کی ہے۔ ہم پہلے بھی کہتے رہے کہ یہ افغانستان میں جہاد نہیں بلکہ یہ فساد ہے' آج بھی کہتے ہیں کہ وہ جہاد نہیں ہے وہ فساد تھا اور لوگ جو کہتے تھے کہ یہ جہاد ہے اور جنہوں نے جہاد کے نام پر ان لوگوں

کو بلایا اور ان لوگوں کو یہاں رکھا' those people are responsible. اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ جو terrorists کراچی سے پکڑے گئے' کیا وہاں پر bombardment ہوئی ہے؟ جو فیصل آباد سے پکڑے گئے' کیا وہاں bombardment ہوئی ہے؟ کیوں ہمارے صوبے میں' پشتونوں بے چاروں کو مارا جاتا ہے۔ کیا یہ پشتون اور بلوچ صرف مرنے کے لیے ہیں؟ ان کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ کبھی ان پر فائرنگ کریں' کبھی ان پر attack کریں۔ کبھی امریکہ attack کرے' کبھی پاکستان کی فوج attack کرے۔ جناب! یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ پھر بدقسمتی سے ہمارےMinister صاحب فرماتے ہیں [XXX] کہ جی وہاں کوئی terrorist ہے۔ چھ دن کے بعد

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, he must name the person.

سینیٹر الیاس احمد بلور، نہیں جناب! آپ کو نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ تو ہمارے بزرگ ہیں۔

Mr. Presiding Officer: This remark vis-a-vis a Minister, this remark is expunged and please do not use this again.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Right sir.

میں یہ الفاظ استعمال نہیں کرتا لیکن میں وہ بھی الفاظ استعمال نہیں کروں گا جو ایک journalist کے بارے میں لکھا ہے۔ میں کوئی غلط الفاظ استعمال کرنے کے mood میں نہیں ہوں' کرنا چاہتاہوں اور نہ کرتا ہوں لیکن مجھے صرف افسوس یہ ہوتا ہے کہ ایک منسٹر نہ سوچتا ہو--------

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: No cross talk please. It is an important issue.

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے' میں نیازی صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میں جب بات کرتا ہوں تو خواہ مخواہ وہ اٹھ جاتے ہیں۔ میں ان کے بارے میں نہیں کہہ رہا ہوں میں ایک اور آدمی' وزیر کے بارے میں کہہ رہا ہوں جو ہے ہی منسٹر ایسا کہ نہ اسے

\+ [(xxx)Words expunged by orders of the Presiding Officer.]

پتا ہوتا ہے۔ میری ایک عرض سنیں، Prime Minister اور وہ Minister دونوں کی جو statements میں contradiction ہوتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ Prime Minister is the Chief Executive. Although he is not a Chief Executive but he is a

یہ Chief Executive or this Minister is a Chief Executive. Now tell me that.

منسٹر کیسے کہتا ہے، میں نے اس کو خود ٹی وی پر سنا ہے کہ منسٹر نے یہ کہا ہے اور Prime Minister صاحب نے کہا ہے کہ وہاں کوئی بھی terrorist نہیں مارا گیا۔ ہم کس کی بات مانیں مجھے یہ بتائیں؟ جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو باجوڑ میں bombardment ہوئی ہے، پانچویں دن آپ کا ایک کرنل اور with the junior officer of the Bajour Agency وہاں پہنچے۔ جب یہ پانچویں دن پہنچے ہیں تو دوسرے دن یہ کیسے statements دے رہے ہیں۔ کم از کم confirm کریں اپنے آپ کو اور کم از کم جا کر دیکھیں۔ سب سے پہلے ANP کے President اور General Secretary, NWFP ہمارے پختون خواہ کے وہاں گئے ہیں، ان کو روکا گیا ہے، جناب! میں اس پر بھی protest کرتا ہوں۔ اس کے بعد، اگر ان کو کوئی خوف نہیں ہے، اگر انہوں نے سچ معلوم کرنا ہے تو پھر Opposition کے لوگوں کو کیوں روکتے ہیں؟ وہ تو اس لیے جاتے ہیں کہ وہ وہاں جائیں اور پتا کریں کہ کون مرا ہے؟ کتنے لوگ مرے ہیں؟ اور کتنی تباہی آئی ہے؟ وہاں اچھے خاصے لوگ مارے گئے ہیں اور باجوڑ ایجنسی میں اس دن سے لے کر آج تک کوئی ایسا ایک بھی دن نہیں گزرا جب وہاں protest نہ کیا ہو اس rocket کے خلاف۔ جناب! مجھے یہ کہنے میں بڑا افسوس ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جس طریقے سے، مجھے سمجھ نہیں پڑتی کہ ہماری حکومت کو کیا ہوگیا ہے۔ Protest انہوں launch کیا ہے۔ undoubtedly the Prime Minister has launched the protest مجھے یہ کہنے میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن وہ protest انہوں نے reject کر دیا ہے۔ An American has said we will come again and again, and if they come again and again اس کا مطلب ہے کہ we are not a sovereign country, if we are not a sovereign country then we should make the vote پھر تو یہ اچھا ہوگا کہ امریکہ ہمارے چار states بنا دیں اور تو کوئی بات نہیں ہے اس ملک میں۔ اور کیا ہے۔ کم از کم اگر states بن جائیں گی تو پھر تو کسی کو گلہ نہیں ہوگا

کہ ویزہ نہیں ملتا۔ ہمیں تو ویزے الحمد اللہ بڑے عرصے سے مل رہے ہیں۔ شروع سے جاتے رہے ہیں۔ ہمیں تو کوئی پرابلم نہیں ہوتی۔ بات سیدھی سی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے اپوزیشن کو مالاکنڈ ایجنسی میں روکا گیا۔ جس طریقے سے اے این پی کے وفد کو روکا گیا۔ صرف اور صرف گورنمنٹ اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے لوگوں کو وہاں پر چھوڑتی نہیں ہے کہ لوگ وہاں پر جاکر fact finding mission کریں۔ پریس کو کیوں نہیں چھوڑا گیا۔ لوگوں کو کیوں نہیں چھوڑا گیا۔ ایک وزیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب کے وہ بھیس بدل کر گئے ہیں، کتنے شرم کی بات ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمیں اپنے ملک میں گھومنے کی اجازت نہیں ہے۔ امریکہ کو اجازت ہے کہ وہاں سے اگر وہ راکٹ مار دے، ہمارے غریب آدمیوں کو مار دے۔ جناب والا! میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور میں افسوس کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی گورنمنٹ نے جو اپنا رویہ اختیار کیا ہوا ہے وہ افسوس ناک ہے۔ یہ اپنے ملک کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ خاص طور پر ہمارے صوبے میں جو حالات بن رہے ہیں۔ آج آپ دیکھیں کہ وزیرستان میں جو حالات ہیں، اس کے بعد باجوڑ میں جو حالات ہو رہے ہیں اس کے بعد دوسرا علاقہ بھی آئے گا۔ تیسرا علاقہ بھی آئے گا۔ جناب! اس پر پراحتجاج طریقے کے ساتھ بڑے دکھ کے ساتھ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ باجوڑ پر بہت زیادتی ہوئی ہے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Anisa Zaib sahiba, you want to say something about the press.

PRESSMEN WALKOUT

ARREST OF A JOURNALIST IN MADINA BY THE ORDERS OF DG HAJJ.

محترمہ انیسہ زیب طاہرخیلی (وزیر مملکت برائے اطلاعات)، شکریہ۔ جناب چیئرمین! پریس کے نمائندے جنہوں نے ابھی بائیکاٹ کیا ہے ان کا main نقطہ یہ تھا کہ مدینہ میں "نوائے وقت" اخبار کے نمائندے طارق انصاری نے وہاں پر کوئی خبر دی ہے جس کے چھپنے کے بعد

بقول ہمارے صحافی برادران کے ڈی جی حج شاہد صاحب کے کہنے پر انہیں arrest کروا کر انہیں جدہ لے جایا گیا ہے اور اب انہیں deport کرنے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔ اس کے خلاف انہوں نے پریس گیلری سے ٹوکن بائیکاٹ کیا تھا۔ میں نے اپنے طور پر ان سے کہا ہے، مگر انہوں نے کہا ہے کہ اس کیس کی فی الفور رپورٹ منگوا کر پوچھا جائے کہ ایسا کیوں ہے۔ I assured them کہ یہ معاملہ Religious Affairs Minister کے نوٹس میں لا کر فوری طور پر رپورٹ منگوائی جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اس کو خود بھی آپ supervise کریں۔ خود بھی اس کو دیکھیں کہ اس میں کیا ہے and also inform the House.

Miss Anisa Zaib Tahirkheli: I will do that.

Mr. Presiding Officer: Now, I will request Kamil Ali Agha.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! آج جس مسئلہ پر بات ہو رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہی جذبات جو اپوزیشن کے ہیں، وہی پوری قوم کے ہیں۔ حکومت کی طرف سے بھی وہی جذبات ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جو واقعہ ہے یہ بڑا افسوس ناک ہے۔ یہ ہماری national integrity اور sovereignty کا معاملہ ہے۔ اس پر پوری قوم یک جان ہے۔ اس پر ہمارا ایک ہی موقف ہے کہ پاکستان کی سرحدوں کو intact رہنا چاہیے۔ پاکستان خود دہشت گردی کا شکار ہے۔ دہشت گردی کے خلاف front line state کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اس ساری صورتحال کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ انتہائی قابل مذمت ہے اور اس پر پوری قوم کا یہ موقف ہے کہ آئندہ اس قسم کا واقعہ قطعی طور پر نہیں دہرایا جانا چاہیے۔ ہم پاکستانی غیور قوم ہیں۔ ہم اس کے اوپر قطعی طور پر کسی قسم کا کوئی compromize کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ قابل مذمت واقعہ ہے اور ہماری حکومت نے جس طریقے سے اس کو condemn کیا ہے وہ عوامی جذبات کے عین مطابق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو معصوم جانیں ضائع ہوئی ہیں؛ ہم، ہمارا ہاؤس، تمام ممبران سینیٹ ان کے خاندانوں کے ساتھ اظہار افسوس کرتے ہیں اور ہم یہ کہیں گے کہ وہ جانیں، وہ بچے، وہ خواتین جن کا کوئی قصور نہیں تھا، اپنے گھروں میں ان کا رہنا، ان کا

اپنے گاؤں میں بسنا یہ ان کا حق ہے اور اس طریقے کے جو واقعات ہیں وہ پاکستان اور پاکستانی قوم کے لیے چیلنج ہیں۔

ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور میری یہ درخواست ہوگی کہ اس سلسلے میں ایک مشترکہ resolution اس ہاؤس کی طرف سے منظور کی جائے اور وہ well worded ہونا چاہیے اور اس کے اندر پُر زور مذمت اس واقعہ کی کی جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، جناب فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کی توجہ اس adjournment motion کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ طے ہوا تھا کہ اس adjournment motion کو آج take up کیا جائے گا۔ جس انداز میں اس کو لیا گیا ہے

discussion on the admitted adjournment motion moved on the 20th January on the missile attack by Afghan based coalition forces in Dumadola Village, Bajour Agency.

جناب چیئرمین! جو adjournment motion داخل کی گئی تھی اس کے exact الفاظ جو تھے وہ یہ تھے،

The Senate do adjourn to discuss the situation arising out of the US missile attack on Dumadola Village in Bajour Agency resulting in the killing of so and so. I only want to bring on record that this was the exact wording of the adjournment motion. The adjournment motion admitted and as it has come on the floor of this House rewords the US missile attack with the words on the missile attack by Afghan based coalition forces.

جناب چیئرمین! اس سے قطع نظر ابھی کامل علی آغا صاحب نے کہا کہ حزب اختلاف کے جذبات ان کے بھی جذبات ہیں۔ انہوں نے بھی اس واقعہ کی مذمت کی اور کہا کہ یہ

sovereignty کا issue ہے ، معصوم جانیں ضائع ہوئی ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس طرح کے واقعات کا آئندہ اعادہ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین ! یہ بڑی خوش آئند بات ہے ۔ میں نہ صرف ان کی تائید کرتا ہوں بلکہ ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ حکومت میں ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اس کی مذمت کی ہے ۔ جہاں جناب چیئرمین ! مجھے ان سے اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے اب تک جس طرح condemn کیا ہے اور حکومت نے جس طرح کے اقدامات کیے ہیں۔ فاضل سینیٹر صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ میں ان کی تائید نہیں کرسکتا۔ وہ اس لیے جناب چیئرمین! کہ میں سمجھتا ہوں کہ باجوڑ کے اس واقعے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ جو کچھ ہوا ہے اسے دس دن سے زیادہ کا عرصہ گزرا ہے اور یہ ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے کہ جو initial reaction تھا وہ اب subside ہو چکا ہے، جذبات ٹھنڈے پڑتے جا رہے ہیں اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس واقعہ کو سمجھا جائے اوراس سے مناسب نتائج اخذ کیے جائیں۔ جس طرح کامل علی آغا صاحب نے کہا کہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا نہیں ہے، یہ ایک ملکی سانحہ ہے۔ اس پر سیاست سے بالا تر ہو کر بات ہونی چاہیے۔

اس واقعہ نے کچھ ہماری قومی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو اجاگر کیاہے۔میں صرف یہ نہیں کہتا کہ حکومت کی کوتاہیوں کو، لیکن قومی characteristics کا جو محافظ ہوتا ہے وہ حکومت ہوتی ہے۔ اس سانحے نے چند holes expose کیے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس پر روشنی ڈالیں اور یہ دیکھیں کہ آئندہ اس طرح کے واقعات نہ ہوں اور اس کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ اس لیے کہتا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی قوم has great internal strength. The government also I believe consists of people who have strength, and the greater your strength the more you can examine and approach your weaknesses with a sense of hope and frankness also.

اس لیے میری اس معزز ہاؤس سے یہ گزارش ہو گی کہ ہم اپنی کوتاہیوں کا،حکومت کی کوتاہیوں کا اس spirit میں جائزہ لیں کہ ہماری strength بڑی زیادہ ہے اور چونکہ ہماری strength زیادہ

ہے ہم ان کوتاہیوں کو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتے ہیں اور ان کا ازالہ کرنے کے لیے اقدامات بھی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس واقعہ کو سمجھنے کے لیے چند حقائق جو اب تک سامنے آئے ہیں during the last 13 days ان کا بڑا مختصر سا اعادہ کرنا ہو گا' جو حقائق سامنے آئے ہیں اس کا پس منظر جاننا ہو گا اور ان حقائق اور پس منظر سے جو سوالات اُبھرتے ہیں اُن سوالات کے جوابات ہمیں خلوص دل سے دینے ہوں گے۔ پہلی حقیقت جو سامنے آئی ہے اور اس پر حکومت نے بھی اعتراض نہیں کیا وہ یہ ہے کہ یہ حملہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ سازی کے تحت ہوا تھا' یہ کوئی spur of the moment میں نہیں ہوا' باقاعدہ planning سے ہوا۔ عینی شاہدین بتا رہے ہیں کہ دو تین روز پہلے امریکی جاسوس طیارے اس علاقے میں آتے تھے اور ان امریکی جاسوس طیاروں کی ایک خاص آواز ہوتی ہے۔ اس علاقے کے لوگ اس سے مانوس ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ جاسوسی طیارے ہیں اور انہی دنوں میں جب یہ واقعہ ہو رہا تھا اور جاسوسی طیارے آ رہے تھے تو چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں' بحث ہو رہی تھی کہ یہ spy planes کیوں آ رہے ہیں۔ جب یہ واقعہ علی الصبح جمعہ کے دن ہوا اور اس سے دو تین دن پہلے spy planes آئے تھے۔ یہ بھی عینی شاہدین نے بتایا ہے کہ وقوعہ کے وقت پھر ایک جہاز آیا اور اس نے روشنی کے گولے چھوڑے' ایک گول دائرہ بنا اور پھر تین یا چار جہاز آئے ان کی بڑی ہیبت ناک آواز تھی' انہوں نے بمباری کی اور وہ بمباری کے بعد چلے گئے۔ جناب چیئرمین! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی حقیقت یہ ہے کہ
it was a pre planned, well executed, pre planned attack on Pakistani village in Bajour.

جناب چیئرمین! جو دوسری حقیقت سامنے آئی ہے اور جو خود محترم وزیر اعظم پاکستان نے کل واشنگٹن میں press سے بات کرتے ہوئے کہی ہے جو کہ آج اخبارات میں رپورٹ بھی ہوئی ہے۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ کی کوئی پیشگی اطلاع پاکستان کو نہیں دی گئی۔ وزیر اعظم صاحب نے پہلے یہ بات New York میں کہی تھی اور پھر ABC News کو interview دیتے ہوئے' انہوں نے واضح طور پر کہا کہ میری حکومت کو کسی سطح پر بھی پیشگی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ سو پہلی حقیقت کہ .it was pre-planned دوسری حقیقت کہ

پاکستان کو کوئی پیشگی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔

جناب چیئرمین! تیسری حقیقت، وہ یہ ہے کہ وہاں کوئی غیر ملکی نہیں پایا گیا تھا، کوئی غیر ملکی نہیں مارا گیا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا جب خود وزیر اطلاعات صاحب سے پوچھا گیا کہ وہاں کتنے غیر ملکی مارے گئے تو انہوں نے جواب دیا، ویسے classic جواب ہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں کیا پتا ہے کہ لوگ وہاں سے قبروں سے لاشیں اٹھا کر لے گئے۔ وزیر اعظم صاحب نے کل اپنی press talk میں کہا، وہاں کوئی غیر ملکی نہیں تھا اور نہ وہاں کوئی غیر ملکی مارا گیا ہے، یہ وزیراعظم صاحب نے خود کہا ہے۔ جناب شوکت عزیز صاحب نے نہ صرف یہ کہا بلکہ یہ بھی کہا اور آج کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں، 13 جنوری کو ڈومہ ڈولہ میں القاعدہ کے اکابرین یا حامیوں کا کوئی اجلاس نہ تھا۔ جناب چیئرمین! اس کے ساتھ گاؤں کے ذمہ دار لوگوں نے بھی اس بات کی تائید کی ہے تو تیسری حقیقت ہے کہ وہاں پر کوئی غیر ملکی نہیں تھا۔ Mr. Chairman! fourth reality and very grim reality is کہ پچھلے دس بارہ دنوں میں یہ تیسرا واقعہ تھا، اس سے پہلے North وزیرستان میں ہوا۔ اس سے پہلے کہاں ہوا؟ پاکستانی عوام کو کوئی خبر نہیں ہے لیکن "New York Times" نے لکھا کہ یہ گزشتہ پندرہ دنوں میں امریکی فوجوں کا پاکستان کے گاؤں پر تیسرا حملہ تھا۔ North وزیرستان میں جو 7 جنوری کو حملہ ہوا جس میں ایک قبائلی کو اٹھا کر، وہ لے گئے۔ اس کے بعد ایک مذہبی رہنما کے گھر پر بمباری کی گئی جس میں آٹھ خواتین اور بچے شہید ہوئے، اس کے بارے میں ایک چھوٹی سی خبر پاکستانی اخبارات میں اس حوالے سے آئی تھی کہ وزارت خارجہ نے کہا ہے، ہم اس کی تحقیقات کر رہے ہیں لیکن کوئی یہ خبر نہیں آئی تھی کہ اس کے بارے میں کوئی احتجاج بھی کیا گیا تھا یا نہیں۔ جناب چیئرمین! اب یہ حقیقت سامنے کھل کر آ گئی ہے کہ 13 جنوری کا واقعہ پہلی بار نہیں ہوا، گزشتہ پندرہ دنوں کے دوران یہ تیسرا واقعہ تھا۔ And the fifth reality Mr. Chairman! is کہ پاکستان نے سرکاری طور پر یہ کہا ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے America کو پاکستان کی جغرافیائی حدود کے اندر کوئی بھی رسمی یا غیر رسمی کارروائی کی اجازت نہیں دی۔ جناب چیئرمین! جب ان حقائق کو سامنے رکھتے ہیں، تیسرا حملہ تھا، پیشگی اطلاع نہیں تھی، آپ کا ان کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہے کہ رسمی یا غیر رسمی طور پر وہ حملہ کریں اور یہ تیسرا حملہ تھا۔ لازماً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ واقعہ

تو بڑا گھمبیر تھا' بڑا serious تھا۔ ان حقائق کو سامنے رکھ کر تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اتنا ہی گھمبیر تھا تو اس پر حکومت پاکستان کا کیا ردعمل ہونا چاہیے'

what should have been the response? This was a challenge, what should have been the response of a sovereign country, of a self respecting nation, of a government which plans to represent self respecting nation.

جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ کو تھوڑا سا chronologically بتا دوں کہ ہمارا response کیا تھا' حکومتی عہدے داروں کا کیا response تھا۔ Political Agent نے تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا چونکہ ایک فوجی حملہ ہوا تھا' امید یہی تھی کہ ISPR کے Director General اس پر کوئی بیان دیں گے۔ جناب چیئرمین! ان کا بیان میں quote کر کے پڑھتا ہوں۔

People heard explosions and as a result there were a number of casualties. My information is that 14 people were killed."

جناب چیئرمین! فوج کے سینئر ترجمان' فوج کی جانب سے جو وضاحت کر رہے ہیں 'جو سرکاری بیان دے رہے ہیں کہ ڈوما ڈولہ میں جو حملہ ہوا ہے۔ بیان ان کا یہ ہے کہ لوگوں نے کچھ دھماکے سنے ،ہمیں پتا نہیں ہے ،لوگوں نے دھماکے سنے اور ان دھماکوں کے نتیجے میں کچھ لوگ ہلاک ہوئے اور میری اطلاع یہ ہے کہ تیرہ یا چودہ لوگ ہلاک ہوئے۔ جناب چیئرمین! قبائلی علاقہجات میں خود سرکاری اعداد وشمار کے مطابق تقریباً ستر ہزار پاکستانی فوج موجود ہے۔ اس کے باوجود DG,ISPR کہتے ہیں کہ لوگوں نے دھماکے سنے۔ پاکستان کی سالمیت پر حملہ ہوا' پاکستان کی خود مختاری پر حملہ ہوا' پاکستان کے گاؤں میں سرحد سے چالیس کلو میٹر دور اندر آ کر بمباری ہوتی ہے اور فوج کا ترجمان یہ کہے کہ لوگوں نے دھماکے سنے اور ان دھماکوں کے نتیجے میں میری اطلاع یہ ہے کہ تیرہ 'چودہ لوگ ہلاک ہوگئے اور ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! پورے چوبیس گھنٹے تک حکومت پاکستان خاموش رہی۔ اگلے روز باجوڑ میں ہڑتال ہوئی۔ لوگوں نے جلوس نکالا اور اس ہڑتال کے نتیجہ میں حکومت پاکستان نے ' وزارت خارجہ نے امریکی سفیر سے بقول ان کے احتجاج کیا۔ جناب چیئرمین! حقیقت میں کیا ہوا؟

ان کو یہ کہا گیا کہ ہم امریکی فوج کو اس حملے کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں اور نہ یہ کہا گیا کہ اس واقعہ پر معافی مانگیں ، نہ یہ کہا گیا کہ اس کی تحقیقات کرا کر متاثرین کو معاوضہ دیا جائے۔ The Government of Pakistan expressed its concern to the US Ambassador.

جناب چیئرمین ! افسوسناک بات تو یہ ہے کہ یہ یقین دہانی تک بھی طلب نہیں کی ۔ کم از کم یہ یقین دہانی اس سے طلب کرتے کہ آئندہ ایسے واقعات نہیں ہوں گے ۔ جب سفیر سے ان کی بات ہوگئی اس کے بعد جو وزارت خارجہ کا باضابطہ ردعمل تھا اگر آپ وہ سنیں

the incident in Bajour that took place yesterday is being thoroughly investigated. After 36 hours it was still being investigated by the Foreign Office.

جناب چیئرمین! ذرا اور تھوڑا اسے دیکھیں جنرل پرویز مشرف صاحب ہماری فوج کے سربراہ ہیں ۔ فوجی حملہ ہوا ۔ یہ فوجی حملہ تھا اور ہماری فوج کے سربراہ نے اس پر کوئی بیان دینا مناسب نہیں سمجھا ۔ واقعہ کے چار روز بعد انہوں نے قوم سے خطاب کیا ۔ قوم سے خطاب میں انہوں نے NFC Award کی بات کی ۔ بھاشا اور کالا باغ ڈیم کی بات کی ، بلوچستان کی صورتحال کی بات کی ۔ جناب چیئرمین! ایک لفظ تک نہیں تھا فوج کے سربراہ کی طرف سے پاکستان پر فوجی حملے کے لیے ۔ تعجب ہوتا ہے کہ اگر پاکستان پر حملہ ہو ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ میں اس کا mover ہوں اور میں آپ کی توجہ Rule-76 کی طرف دلا دوں

I can speak for half an hour but I will not take that long, I will not take more than ten minutes, I think I have taken seven or eight minutes, but under the rule Mr. Chairman.....

Mr. Presiding Officer: It could be agreed on certain time span.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، اگر آپ rule دیکھ لیں ۔ میں لایا ہوں لیکن میں --------

Mr. Presiding Officer: You are perfectly right but I think we agreed on some time span and I have long list of speakers from both sides

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! پھر ہماری حکومت کے ردعمل کے ساتھ آپ امریکی حکومت کا بھی ردعمل دیکھیے۔ میں یہ ساری چیزیں juxtapose اس لیے کر رہا ہوں کہ ایوان کے سامنے یہ باتیں رکھی جائیں پھر میں جو سوالات اٹھاؤں گا ان سوالات کے جوابات خود میرا خیال ہے کہ ایوان میں آ جائیں گے۔ کونڈا لیزا رائس نے کہا کہ they were not the people who could dealt with lightly. یہ وہ لوگ نہیں تھے کہ جن کے لیے ہم کوئی نرم گوشہ رکھتے۔

We will address Pakistan concerns that they were not the people to be taken lightly. Not a word of regret, not a word of remorse, not a sentence of assurance that such a thing will never happen again.

اس کو چھوڑیے۔ جناب چیئرمین! across the board the US Senator John Mackenan نے تو یہاں تک کہا کہ نہ صرف ہم معافی نہیں مانگیں گے، کوئی معذرت خواہانہ رویہ نہیں ہے بلکہ ہم تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس طرح کے واقعات دوبارہ نہیں ہوں گے۔ جو بڑی pertinent بات اس نے کہی ہے جس کا ہم نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ انہوں نے Face the Nation Programme میں T.V پر کہا کہ ہم امریکیوں کی اپنی ترجیحات ہیں۔ We have our own priorities. اور باجوڑ بمباری انہی ترجیحات پر عمل کرنے کی اور ان ترجیحات کے حصول کی ایک کڑی ہے۔ کونڈا لیزا رائس نے کہا اور جان میکنن نے یہ کہا۔ جناب چیئرمین! گزشتہ ہفتے کے روز اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ نکولس برنز پاکستان آئے تھے۔ وزیر خارجہ نے ان سے ملاقات کی۔ وزیر خارجہ نے no doubt اپنا concern show کیا اور ساتھ یہ بھی کہا برنز صاحب کو کہ such incidences are counter productive. کہ جی اس طرح کے کام کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارے وزیر صاحب نے ان کو یہ کہا۔ آپ ذرا نکولس برنز کا جواب سنیں۔ ہمارے وزیر خارجہ صاحب نے پھر بھی اتنی ہمت کی ہے کہ اپنا concern show کیا اور ان

سے یہ کہا کہ such incidences are countrer productive, condemn نہیں کیا۔ ان

سے یہ نہیں کہا کہ معافی مانگو بلکہ کہا کہ sorry they are counter productive. جواب میں

نکولس برز نے کہا۔ یہ سب اخبارات میں reported ہے۔ میں within inverted commas

میں quote کر رہا ہوں۔ میں اپنی طرف سے نہیں دے رہا۔ یعنی جیسے کہتے ہیں سنی ان سنی کر

دینا۔ جواب میں نکولس برز نے کہا۔

We assure you of the continued US commitment to provide assistance in the process of rehabilitation and reconstruction.

کہ یہ زلزلہ زدگان کے لیے آپ کو جو پیسے چاہییں وہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ کی

مدد کریں گے۔ وزیر خارجہ صاحب نے اس سے کہا کہ یہ چیزیں counter productive ہیں اور

concern show کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں وہ زلزلہ زدگان کے لیے چونکہ پیسے چاہییں

we will do that. جناب چیئرمین! آپ اندازہ لگائیں کہ امریکہ کی ایک اہم شخصیت یہاں آتی ہے۔

وزیر خارجہ ان سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کا ردعمل یہ ہوتا ہے۔ خود ہمارے وزیر اعظم صاحب

امریکہ پہنچے تو ان کا پہلا function جو تھا وہ ایشیا سوسائٹی کو address کرنا تھا۔ جناب چیئرمین!

ان کے اس address میں not a word of condemnation, not a word about this

incident. الٹا وہاں جتنے بھی حاضرین تھے جس میں other than Pakistanis بھی تھے۔

And this sentence is very telling in the speech of Prime Minister, talking

about the relationship between Pakistan and US. انہوں نے کہا within

inverted commas "we must avoid fluctuation in our relations." دیکھیں زیادہ

شور شرابہ نہ کرو۔ Fluctuation position جو ہے ان کی زیادہ fluctuation نہیں ہونی چاہیے۔

کل جو وزارت خارجہ کا بیان چھپا ہے جو انہوں نے پرسوں دیا ہے۔ یہ تو it is capping

everything now. وزارت خارجہ نے کہا۔ We have not sought an apology.

Chapter close ہو گیا۔ ہم نے ان سے معافی کا کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

We have not sought an apology but we have made it clear to the US authority that security inside Pakistan is the Government of Pakistan's

responsibility.

لیکن ہم ان سے معافی نہیں مانگتے اور ان سے نہیں کہتے کہ آپ ہم سے معافی مانگیں۔ جناب چیئرمین! کل ہمارے وزیر اعظم صاحب نے صدر بش سے ملاقات کی، آج تمام اخبارات کے صفحۂ اول پر ان کی تصویر ہے، دونوں بڑے مسکرا رہے ہیں، بڑے خوش ہیں، ہاتھ ملا رہے ہیں اور اس ملاقات کے بعد ایک press conference ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ press conference میں اس بات کا ذکر ہوتا ہے جو دو سربراہان کی ملاقات کے دوران ہوئی ہوتی ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے اخبار والوں سے کہا کہ ہم نے ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے لیے امداد طلب کی ہے۔ صدر بش سے گیس پائپ لائن، کشمیر، افغانستان اور دیگر امور پر بات ہوئی۔ بھارت کے ساتھ کشمیر سمیت تمام تنازعات طے کرنا چاہتے ہیں اور ہم صدر بش کے دورۂ پاکستان کے منتظر ہیں۔ This is what the Prime Minister of Pakistan says to the Press after he meets the US President. جناب چیئرمین! جب آپ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہمارے جنرل پرویز مشرف صاحب نے ابھی تک کوئی بیان نہیں دیا تھا لیکن ناروے پہنچ کر انہوں نے ایک بیان دیا اور وہ بیان اس طرح دیا کہ باہر کے اخبارات کے لیے تو یہ ایک بہت بڑی خبر تھی، انہوں نے تو سوال پوچھنا تھا۔ پہلی بار اب جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ امریکی حملے کے وقت باجوڑ میں غیرملکی موجود تھے۔ I repeat this ان کا کہنا ہے کہ باجوڑ میں غیرملکی موجود تھے، غیرملکیوں کے ہلاک ہونے کے اشارے ملے ہیں، صرف پاکستانی فورسز کو کارروائی کرنے کا اختیار ہے۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی فوج کے سربراہ، جنرل پرویز مشرف یہ کہتے ہیں کہ باجوڑ میں غیرملکی تھے، ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ کارروائی کا اختیار صرف پاکستان کی فوج کو ہے۔ وزیر اعظم، شوکت عزیز کہتے ہیں کہ میری حکومت میں کسی سطح پر ہمیں اطلاع نہیں تھی اور وہاں پر کوئی غیرملکی نہیں تھا۔ ساتھ ہی وزیر اعظم صاحب نے یہ بھی کہا

no understanding existed between Pakistan and US officials that allows American forces to attack alleged terrorists in Pakistan without first consulting the government,

جناب چیئرمین! without first consulting the government یہ ایک بڑی دور رس بات ہے۔ ہمارے اور امریکہ کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہے کہ وہ terrorists کا پیچھا کرتے ہوئے ہمارے علاقے میں without first consulting the government آ جائیں۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان اور امریکہ کے درمیان ایسا کوئی معاہدہ ہے کہ they can chase the so called terrorists in Pakistani territory after consulting Pakistan government اور اگر ایسا کوئی معاہدہ ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا fineprint کیا ہے؟ We all are against terrorism. ابھی تک تو ہم نے یہی دیکھا ہے کہ اس war on terror میں ہمیں ہی نقصان ہوا ہے، ہمارے نوجوان، ہمارے citizens شہید ہوئے ہیں، ہماری sovereignty پر دھبہ لگا ہے،

we have paid the price. The question rises Mr. Chairman! that the Prime Minister says that there is no agreement between Pakistan and the US to attack the terrorists in Pakistan without prior permission of the Government of Pakistan. A very serious question arises. Is there a sort of understanding between the two countries in which the Government of Pakistan and the United States is obliged to seek permission and after that permission, they are empowered and authorised to intrude into our territory and bombed our people? What are those conditions? When will that happen?

جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ذرا تحمل سے میری بات سنیں۔

Mr. Presiding Officer: You insist on time frame and I am conscious about all the speakers also....

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے، آپ کا جگر بہت بڑا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ایک چیز طے پائی تھی کہ تمام speakers بولنا چاہتے

ہیں، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں آپ اکیلے بولتے رہیں، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ وہ issue ہے جس پر لگتا ہے there is commonality, everyone thinks in the same way.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب میں تو حکومت کو condemn نہیں کر رہا، میں تو اس واقعے کو condemn کر رہا ہوں۔ میں تو جناب چیئرمین! یہ کہہ رہا ہوں، اب سوال جناب یہ پیدا ہوتا ہے، جس طرح امریکی اخباروں میں آیا کہ جی Government of Pakistan was on board, the intelligenece agencies of Pakistan were on board. اب ہمارے پاس tri-partite agreement کا fine print نہیں which in Pakistan, Afghanistan and United States کہ کیا fine print ہے؟ کن حالات کے تحت اس طرح ہو سکتا ہے لیکن جناب چیئرمین! کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ حکومت اس سوال کا جواب دے کہ پاکستان، امریکہ اور افغانستان میں کونسا ایسا معاہدہ ہے، اس کے کیا ایسے fine prints ہیں ورنہ شکوک و شبہات یہ پیدا ہوں گے کہ جنرل پرویز مشرف جو بات کرتے ہیں، وہ بات نہیں ہے جو وزیر اعظم صاحب کرتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ why is this discontent between the civilian Prime Minister and the military head who is also the President. کہیں ایسا تو نہیں ہے جناب چیئرمین! کہ اصل پالیسی، اصل کام اور جگہ ہو رہا ہے۔ وزیر اعظم بھی بے خبر ہے۔ آپ اور ہم سب تو ہیں ہی بے خبر۔ ہم کو بھی پتا نہیں ہے اور یہ سب کسی اور جگہ ہو رہا ہے۔ یہ سوال اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ میں بار بار پوچھ رہا ہوں کہ جنرل صاحب کی طرف سے کیوں کوئی بیان نہیں آیا تھا، کوئی condemnation نہیں ہوئی ہے۔

بعض اخبارات میں جناب چیئرمین! یہ بھی اطلاع آئی ہے کہ جو باجوڑ میں ہوا اور تیسری بار ہوا، کیا امریکہ موجودہ حکومت کو warning دینا چاہتا ہے؟ جناب چیئرمین! اس واقعے سے تو جنرل پرویز مشرف کی حکومت کا نقصان ہوا ہے، ہم جانتے ہیں یہ فائدہ تو نہیں ہوا۔ اگر یہ جانتے ہوئے کہ جنرل پرویز مشرف جن کو امریکہ کہتا ہے کہ my best friend اگر ایک ایسا کام ہو رہا ہو کہ my best friend کے لیے مشکلات پیدا ہو رہی ہوں، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ

تقاریر نہ ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! resolution پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس پر تقاریر نہیں ہوں گی۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! ہم اس resolution کا حصہ نہیں بنیں گے جس پر ہم نے کوئی بات بھی نہ کی ہو۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں نے تو یہ request کی ہے کہ this resolution may be moved by Maulana Gul Naseeb and Mr. Ishaq Dar. مگر ان کے علاوہ بھی کوئی resolution move کرنا چاہتا ہے تو وہ move کر سکتا ہے۔ ہم اس میں شامل ہوں گے۔ It has been signed by all the honourable Members of the Opposition as well as the Treasury Benches.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اسحاق ڈار صاحب اور گل نصیب صاحب! what are your views?

RESOLUTION

RE: US AGGRESSION IN BAJOUR AGENCY.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Presiding Officer! thank you very much. Sir, it is a national issue.

اس کے بارے میں ہمارے ساتھ یہی طے ہوا تھا کہ اس مسئلہ کو لیا جائے گا اور باقی business کو suspend کیا جائے گا۔ اس پر دونوں side کے ممبران متفق تھے۔ آپ نے اس side سے بھی views سنے ہیں اور ہماری side سے بھی views سنے ہیں۔ طے یہ ہوا ہے کہ آپ کے پاس جو list ہے، اس کے مطابق اس مسئلہ پر سب ممبران بولیں گے۔ اس مسئلہ کے بارے میں ہمارا جو resolution ہے

basically it is a consensus resolution. It was prepared after a lot of

benches and we have seen it even today that wherever there is difference of opinion, it is expressed in very strong term but there are some issues and those issues are where the sovereignty of the country is involved, issues where the self-respect of a nation is involved, issues where innocent lives are lost without any reason whatso ever.

Sir, on these matters, there is absolutely no difference between the Treasury Benches and the Opposition Benches. It is in this spirit that we have prepared a joint resolution which has been signed by the both, the Members of the Treasury Benches and the honourable Members of the Opposition and this will truly reflect the spirit in which this House has taken this incident.

I would request honourable Ishaq Dar, Mr. Gul Naseeb Khan to move that resolution and this resolution may be deemed to be a resolution moved on belalf of....

(Interruption)

Senator Wasim Sajjad: Sir, it will not finish the moving of the resolution, let me clarify, the moving of the resolution will not finish the debate. You may have the voting at the end of the debate but let the sense of the House be represented through their resolution which will be moved by Gul Naseeb Khan and Mr. Ishaq Dar and if you want to move it, you can also join to it.

یہ آپ سب کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! ہم اس resolution کا حصہ نہیں بنیں گے جس پر

تقاریر نہ ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! resolution پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس پر تقاریر نہیں ہوں گی۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! ہم اس resolution کا حصہ نہیں بنیں گے جس پر ہم نے کوئی بات بھی نہ کی ہو۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں نے تو یہ request کی ہے کہ this resolution may be moved by Maulana Gul Naseeb and Mr. Ishaq Dar. مگر ان کے علاوہ بھی کوئی resolution move کرنا چاہتا ہے تو وہ move کر سکتا ہے۔ ہم اس میں شامل ہوں گے۔ It has been signed by all the honourable Members of the Opposition as well as the Treasury Benches.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اسحاق ڈار صاحب اور گل نصیب صاحب! what are your views?

RESOLUTION

US AGGRESSION IN BAJOUR AGENCY.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Presiding Officer! thank you very much. Sir, it is a national issue.

اس کے بارے میں ہمارے ساتھ یہی طے ہوا تھا کہ اس مسئلہ کو لیا جائے گا اور باقی business کو suspend کیا جائے گا۔ اس پر دونوں side کے ممبران متفق تھے۔ آپ نے اس side سے بھی views سنے ہیں اور ہماری side سے بھی views سنے ہیں۔ طے یہ ہوا ہے کہ آپ کے پاس جو list ہے، اس کے مطابق اس مسئلہ پر سب ممبران بولیں گے۔ اس مسئلہ کے بارے میں ہمارا جو resolution ہے

basically it is a consensus resolution. It was prepared after a lot of

discussion and debate to condemn what has happened. Sir, we are a sovereign country. It is a clear aggression against the territory of Pakistan. There is no second opinion that unless we remain united and we speak against that as a nation, against any such aggression in Pakistan, I think we can have a serious problem in the history of Pakistan and we will not be discharging our duty as parliamentarians towards the nation and the people of Pakistan who have sent us over here.

Mr. Chairman! with this intention and spirit and in the light of the sensitivity of the issue, I am grateful that my colleagues and the people from the Treasury Benches have ended up on consensus resolution. The Opposition probably wanted much more in it but obviously to reach a consensus, it is always a give and take. And in order to have the minimum consensus document, that document has been prepared and on behalf of he combined Opposition and the Treasury Benches, I beg to move under Rule 119 of Rules of Procedure and Conduct of Business of the Senate of Pakistan, "the Senate unanimously condemns the incident of 13th of anuary in Damadola village in Bajour Area. The Senate deplores the loss f innocent lives in the incident including women and children. The House extends deep sympathy to the bereaved families. The Senate urther deplores the violation of the sovereignty of Pakistan in this ncident. The House stresses that maintenance of security inside the erritory of Pakistan is the responsibility of Pakistan's authorities. Such ntrusion whether in Bajour or any other territory of Pakistan is not cceptable under any circumstances. The Senate underlines that such

incident negatively impact on Pakistan friendly relations with the United States. Pakistan is itself a victim of terrorism and is at the forefront of the efforts of the international community to eliminate this scourge. Incident of this nature erode public support for measures to combat terrorism. The Senate further notes that such events have the effect of kindling public sentiments, not only in Pakistan but also across the entire Islamic World.

The Senate recognizes the importance of friendly and cooperative relations with the United States, it underscores the imperative of ensuring that no incident of this nature takes place in the future. The two countries must utilize the available institutional mechanism for the better coordination in the context of efforts to counter terrorism."

Mr. Chairman! while I have moved this resolution under Rule 119, I also beg to request the House to condone the requirements of Rule 120 Sub-Rule (1) of the 7 days notice which is required to move any such resolution as it is a matter which concerns every Pakistani whether he or she is on this side or that side of the divide. Mr. Presiding Officer! this is something as I explained and as I highlighted, it is virtually aggression against Pakistan. It is a foreign attack and we strongly condemn what has happened in Bajour. Or if any other part of Pakistan has seen any similar thing sir, we must remain united and stand up as a nation whether it is United States of America or any other country of the world, we cannot take anymore any such incident. Thank you Mr Chairman.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، جناب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہم سے مشورہ

نہیں کیا گیا ہے ہمیں اس سے پورا اتفاق نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ پہلے آپ تقریر کرلیں۔ اس کے بعد خود consensus ---

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، آپ یہ amendment move کر سکتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، جی ! میں amendment کر سکتا ہوں لیکن یہ consensus resolution نہیں ہے۔ آپ نے وہی کیا ہے ----

Senator Wasim Sajjad: Sir, this is a united resolution which has been agreed upon.

آپ تقریر بیشک کرلیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، آپ نے admit کیا ہے۔ پاس کرنے والے کون لوگ ہیں۔ وہاں کس نے کیا ہے۔ نیشنل اسمبلی میں نہیں ہو سکا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ قاعدہ غلط ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ consensus سے ہوا ہے۔ ابھی تک کوئی consensus نہیں ہوا ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ تقاریر ہونے دیں۔ بعد میں بیٹھ کر consensus resolution کو پاس کرالیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، تقریر کریں لیکن amendment نہیں ہو سکتی۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، ہمیں اتفاق نہیں ہے۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman! may I draw the attention of anybody, any colleague who wishes to move any amendment.......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اس پر amendment نہ کرائیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، ڈار صاحب! ہم سے مشورہ نہیں ہوا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، تقریر کرلیں amendment کی اجازت نہیں ہے۔ یہ unanimously agree ہو چکا ہے۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، آپ نے بتایا تو ہوتا کہ ہم move کرلیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں گزارش کرتا ہوں کہ جیسے agree ہوا ہے کہ اس کو unanimously approve کر لیا جائے اور اس کے بعد تقاریر جاری رہیں۔ I will put the resolution to vote.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آپ ابھی voting کرا رہے ہیں ۔ جناب ! ابھی نہ کریں۔ذرا بات کرنے دیں ۔ابھی ہونے دیں۔جیسے ہوتا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار،جناب! ابھی تقاریر ہونے دیں بعد میں اس پر لے لیں۔

Mr. Presiding Officer: May I make a suggestion from the Chair

میرا خیال ہے کہ consensus message جارہا ہے کہ اس message میں ---

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی،جناب ! میری عرض سنیں، کچھ ممبران کا یہ خیال ہے کہ ان کو consult نہیں کیا گیا ۔ Let's make them consultation آپ تھوڑی دیر روک دیں۔ابھی vote نہ ڈالیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے ۔

سینیٹر وسیم سجاد ، میں ان سے agree کرتا ہوں voting بیشک ابھی نہ کروائیں اور اس پر تقاریں ہونے دیں لیکن

I think the spirit of this is, this is unanimous resolution signed by the honourable Members of the Opposition. It is in this spirit that we agree to this and therefore, amendments cannot be moved but yes, they can make speeches and at the end

آپ بیشک تقاریر کرالیں voting ابھی نہ کروائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں عرض کر رہا ہوں کہ کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ وہ agree نہیں کر رہے ہیں let them work it out ابھی آپ ووٹ نہ کروائیں ۔

Mr. Presiding Officer: Alright. The next speaker would be

Maulana Gul Naseeb Khan Sahib.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب والا! میں انتہائی شکرگزار ہوں کہ ایک اہم قومی مسئلے پر آپ نے مجھے بولنے کیاجازت عنایت فرمائی۔ سب سے پہلے میں عرض کروں گا کہ اس ملک کے انتہائی مشہور و معروف سیاستدان اور سابقہ اپوزیشن لیڈر خان عبدالولی خان صاحب جو موت اور زندگی کی آخری کشمکش میں hospital سے رخصت ہوئے ہیں اور موت کے انتظار میں چند گھڑیاں گزار رہے ہیں تو میری گزارش ہے کہ ان کے لیے دعائے صحت و مغفرت ہوجائے۔ اس کے بعد میں بات کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، دعا کی جائے۔

(دعا کی گئی)

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین ! تیرہ جنوری کا واقعہ ایسا ہے جس نے پوری قوم اور دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے اور وہ حیرت یہ ہے کہ ملک کی آزادی و خودمختاری اور پاکستان کے شہریوں کی حفاظت موجودہ حکومت کے لیے اور پاکستان کی فوج کے لیے ایک سوالیہ نشان ہے۔ دنیا بھر میں یہ واویلا جاری ہے کہ دہشت گردی کے خلاف منظم ہو جائیے اور دنیا سے دہشت گردی کو ختم کیا جائے۔ میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں کہ کسی ملک کے اندر اپنی فوج اور جہازوں کو داخل کرنا اور وہاں بمباری کرنا اور اس ملک کو inform کیے بغیر یہ سب کچھ کرنا، کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے ؟ اور اگر یہ دہشت گردی نہیں ہے تو پھر دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟ کسی ملک کی قیمتی جانوں کو ضائع کرنا، اس کی سلامتی و خودمختاری کو دنیا کے سامنے سوالیہ نشان بنانا اور وہاں کے شہریوں پر گولیاں اور میزائل برسانا، کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے ؟ ہم پہلے سے ہی یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک امریکہ ہے اور جناب چیئرمین! آپ خود سوچیں کہ یہ حملہ اور ہماری قیمتی جانیں، جو ضائع ہو رہی ہیں یہ ہمارے دشمن ملک کی طرف سے نہیں ہو رہا بلکہ ہمارے دوست ملک کی طرف سے ہو رہا ہے جو پاکستان اس کا سب سے زیادہ دوست ملک شمار کیا جاتا ہے۔ پھر ہماری سرحدات کے جو موجودہ محافظ ہیں، ان کے متعلق ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ اس ملک میں ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو انہوں نے اپنی

فضائی سرحد کے تحفظ کے لیے کیا قدم اٹھایا اور اگر اس ملک میں حکومت ہے تو اس نے اپنے شہریوں کے تحفظ کے لیے کیا قدم اٹھایا ہے؟ اگر اس ملک میں بری، بحری اور فضائی افواج ہیں تو انہوں نے ملک کی سرحدات کے تحفظ کے لیے کون سے قدم اٹھائے ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا یتیم ملک ہے کہ جس پر ہر طرف سے حملہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے شہریوں کو ہلاک کیا جا سکتا ہے، اس کی آبادیوں کو ویران کیا جا سکتا ہے اور اس کی خودمختاری اور آزادی کو پامال کیا جاسکتا ہے۔

جناب چیئرمین! پھر ہمارے حکمرانوں کا رویہ دیکھیں۔ ایک طرف تو امریکہ اس بربریت پر آرہا ہے اور سب سے بڑی دہشت گردی کی مثال خود بن رہا ہے اور دوسری طرف ملک کی آزادی اور خودمختاری کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور پھر اپنے حکمرانوں کا رویہ دیکھیں کہ اسی پارلیمنٹ کے ممبران، اپوزیشن کے لیڈر وہاں جب تعزیت کے لیے جاتے ہیں، معلومات حاصل کرنے کے لیے جا رہے ہیں اور وہاں پر لوگوں کی خیرخواہی کے لیے جا رہے ہیں تو جناب چیئرمین! ان کو روکا جا رہا ہے۔ مجھے حیرانی ہے کہ ملک کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں جانے کے لیے بھی اس ملک کے اپوزیشن لیڈر اور قومی سیاستدانوں کو بھی اجازت نہیں ہے۔ یہ ہے ہمارے حکمرانوں کا رویہ۔

جناب چیئرمین! اس میں شک نہیں ہے کہ حکومتی benches کے بھی وہی جذبات ہوں گے جو جذبات اپوزیشن benches کے ہیں لیکن ہم تو احتجاج کریں گے اپنی حکومت کے سامنے، ہم تو احتجاج کریں گے اپنے حکمرانوں کے پاس لیکن حکمران کس کے پاس احتجاج کر رہے ہیں؟ حکمران کس کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں؟ حکمرانوں کے پاس حکومت ہے، آرمی ہے، فضائیہ اور بری فوج ہے، انہوں نے اپنے ملک کی حفاظت کا حلف اٹھایا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ کب اس ملک کی حفاظت کریں گے۔ اس ملک کے شہریوں کو کس کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے؟ اس ملک کی خودمختاری کس کے رحم و کرم پر چھوڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا جناب چیئرمین! یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اپوزیشن بھی احتجاج کرے اور حکمران بھی احتجاج کریں۔ اپوزیشن تو حکومت کو احتجاج کرے گی لیکن حکومت اس ملک کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ اس کے پاس تمام وسائل ہیں۔ لہٰذا یہ مسئلہ باقاعدہ طور پر بین الاقوامی عدالت میں اٹھایا جائے اور یہاں کے امریکی سفیر کو ناپسندیدہ شخص قرار دیا جائے اور باقاعدہ ان جانوں کی پوچھ گچھ کی جائے کہ یہ جانیں جو ضائع ہوئی

ہیں' ان کے ذمہ دار کون ہیں اور امریکہ کے خلاف دہشت گردی کا مقدمہ بین الاقوامی عدالت میں دائر کیا جائے تاکہ ملک کی خودمختاری اور ملک کی آزادی خطرے میں ڈالتے ہوئے یہ احساس ہو کہ ہم ایک ایسی قوم کو للکار رہے ہیں جس کی ہمیں ضرور قیمت ادا کرنی ہوگی۔

جناب چیئرمین! میں انتہائی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس پر بولنے کا موقع دیا اور سینیٹ سے ایک متفقہ قرداد پاس ہونی چاہیے جو اس بات کی علامت ہوگی کہ ملک میں کم از کم اس مسئلے پر یکجہتی ہے اور پوری قوم اس بات پر متفق ہے کہ امریکہ کے اس ناروا اقدام کو وہ ہمیشہ کے لیے روکنا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ کے لیے ایسا نہ ہو اور اگر ایسا ہوتا رہا تو پھر پوری قوم کو اس پارلیمنٹ کے ہوتے ہوئے بیٹھ کر اس پر فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمیں زندہ رہنا ہے یا امریکہ کی کالونی بن کر رہنا ہے۔ جزاکم اللہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، شکریہ۔ اب میں گزارش کروں گا جناب مہیم خان بلوچ صاحب سے۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ ، مہربانی' جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب! آج جس موضوع پر بحث شروع ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔ ہم روایتاً بحث بھی کرتے رہے ہیں۔ 1998 سے بلوچستان کی سرزمین سے اسی طرح کی فائرنگ ہوئی جس میں ہمارے بلوچستان کے بہت زیادہ علاقے' جس میں ڈسٹرکٹ خاران اور ڈسٹرکٹ چاغی میں میزائل کے خول عوام نے دیکھے۔ یہ بڑا سوال ہے کہ ہر شہری اور ہر حکومت سب سے پہلے اپنی آزادی اور سلامتی کی بات کرتا ہے۔ یقیناً آزادی اور سلامتی ہر ملک کی اولین ضرورت ہے جب آزادی اور سلامتی پر کوئی زد آتی ہے تو ہمیں light نہیں لینا چاہیے اسے ہمیں قومی لحاظ سے لینا چاہیے کہ اس عمل سے ہماری آزادی اور سلامتی متاثر ہوئی ہے۔ میں اس میں یہ بھی شامل کر دوں کہ اسی سرزمین میں گزشتہ دو سالوں کے دوران وانا اور وزیرستان کے دونوں جنوبی اور شمالی وزیرستان کے علاقوں میں دہشت گردی کے نام سے ہماری اپنی حکومت کے حوالے سے' ہماری اپنی افواج کے ذریعے سے ایک اپریشن جاری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت دنیا میں جتنی بھی جمہوریت پسند قوتیں ہیں' سیاسی قوتیں ہیں' کوئی بھی دہشت گردی کو پسند

نہیں کرتا چاہے وہ دہشت گردی دنیا کے کسی بھی کونے میں کیوں نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ گزشتہ دو سالوں سے جسے ہم دہشت گرد کہتے ہیں وہ بہت کم مارے گئے ہیں۔ اگر مارے گئے ہیں تو ہمارے معصوم بھائی، بہنیں اور بوڑھے مارے گئے ہیں۔ دوسری طرف سے ہماری اپنی فوج، اپنے ہی لوگوں سے ماری گئی ہیں۔ یہ ایک بڑا سوال ہے کہ آج وزیرستان میں عوام اور فوج آمنے سامنے ہے۔ جو ٹارگٹ ہم رکھے ہوئے ہیں وہ ٹارگٹ ہم حاصل نہیں کرسکے بلکہ عوام اور فوج کے درمیان ایک محاذ آرائی موجود ہے جو تشویشناک ہے۔ میں اپنے عام فوجیوں سے گلہ نہیں کرتا۔ عام فوجی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اس وقت وہاں پر دو ڈویژن کے قریب تین میجر جنرلوں کی کمان میں چل رہے ہیں۔ میرا گلہ ان سے ہے کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران جو ٹارگٹ آپ کو دیا گیا تھا وہ ٹارگٹ آپ حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ کیوں عوام اور فوج آپس میں دست و گریبان ہیں۔ میں اس کو اپنے ملک کے اندر، اپنی آزادی اور سلامتی کو تشویشناک محسوس کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! باجوڑ کے مسئلے پر بہت متضاد اور حساس بیانات و حالات دکھائی دے رہے ہیں۔ حکومت کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے اور مملکت کے سربراہ صدر پاکستان ہوتے ہیں۔ اس مسئلے کے اوپر ان دونوں کے درمیان ایک متضاد vision موجود ہے۔ ایک طرف سے ہماری مملکت کے سربراہ یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر بیرونی افراد کی نشاندہی ملی ہے۔ اگر بیرونی ممالک کے لوگوں کی نشاندہی ہے تو وہ دہشت گرد ہیں۔ آپ اس عملے کو خود ہی protection دے رہے ہیں۔ دوسری طرف اب تک ہماری حکومت کی طرف سے کوئی باقاعدہ تحریری مراسلہ امریکی سفیر کو نہیں دیا گیا۔ زبانی تو ہم نے condemn کیا ہے، زبانی تو ہم نے ہر جگہ بات کی ہے کہ یہ عمل غلط تھا اور ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن ایک State to State جو باقاعدہ ایک سلسلہ ہے وہ تحریری ہوتا ہے۔ وزارت خارجہ سفیر کو طلب کرتی ہے اور باقاعدہ احتجاجی مراسلہ دیتی ہے۔ تب ہم محسوس کرتے کہ واقعی State to State ایک سلسلہ ہوا ۔ زبانی جمع خرچ سے بات میں وزن نہیں ہے۔

اب اخبار میں ہمیں انفارمیشن ملی ہے اور میں کھل کر کہتا ہوں اور میں نے وہ اخبار خود بھی پڑھی ہے کہ باجوڑ میں جو واقعہ ہوا ہے وہ ہماری پاکستانی intelligence کی information پر کیا گیا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے ۔ ہم کرتے کچھ اور ہیں اور کہتے کچھ اور ہیں۔ ہمارے وزیر

اعظم صاحب دورے پر امریکہ میں تھے اور اکثر امریکہ کی اخبارات میں یہ نیوز برملا چھپی ہے کہ اسامہ بن لادن پاکستان میں ہے۔ یہ بات بھی وہاں کے اخبارات میں آئی ہے کہ حکومت پاکستان اب تک اسامہ بن لادن کو پکڑنے میں ناکام رہی ہے اور اس سلسلے میں جو اسے کرنا ہے وہ نہیں کر رہی۔ یہ بھی ایک سوال ہے۔ جب وہاں کے اخبارات برملا کہتے ہیں، ہماری کمزوریوں کو دکھاتے ہیں یقینی طور پر ہم اس وقت برملا کہتے ہیں کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے افغانستان اور پاکستان کے بارڈر پر جو دہشت گردی کا بازار گرم ہے اس میں پاکستان اپنی آزادی اور سلامتی کے حوالے سے ایک فرنٹ لائن کے طور پر کردار ادا کر رہا ہے۔ جب ہم اپنی سلامتی اور آزادی کی بات کرتے ہیں تو ہمیں کھلے دل سے اپنی سرزمین میں جو بھی دہشت گردی کی شکل ہے ہمیں اپنے عوام کو نشانہ بنانے کے بجائے ان کو نشانہ بنانا چاہیے۔ تاکہ یہ بازار ہمیشہ ہمارے ملک میں گرم نہ رہے وہ اس لیے اگر یہ گرم رہے گا اور ہماری طرف سے اس میں کمی آئے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آئندہ بھی ہمارے ساتھ ایسے سلسلے ہوتے رہیں گے۔

ایک بڑی بات جو ہمارے سب دوستوں نے برملا کہی کہ اب تک امریکی حکومت کی طرف سے باقاعدہ معذرت کی بات آئی نہ انہوں نے یہ یقین دہانی کرائی کہ آئندہ اس طرح نہیں ہوگا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں، میں برملا کہتا ہوں کہ اس قسم کے اشارے بھی مل رہے ہیں کہ اسامہ بن لادن پاکستان میں ہے اور ان کی طرف سے اس کی کوئی یقین دہانی نہیں کہ ہم آئندہ اس طرح نہیں کریں گے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہماری یہ حالت ہے وہ آئندہ بھی ہم پر اس قسم کے حملے کریں گے۔ ہمارے پاس کوئی ٹھوس پالیسی نہیں ہے، عمل ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس وجہ سے ہماری سلامتی کسی بھی وقت متاثر ہو سکتی ہے۔

میں آخر میں یہی کہتا ہوں کہ ہم اس ایوان میں جو قرارداد پیش ہوئی ہے ویسے تو سیاسی اور پارلیمانی روایت یہی ہے کہ پہلے کسی مسئلے پر بحث ہوتی ہے اور اس کے اختتام پر قرارداد آتی ہے نہ کہ شروع میں۔ اگر پہلے پیش کر دی جائے تو بعد میں بحث کا کوئی جواز نہیں رہتا۔

میں اس قرارداد میں اپنی طرف سے ایک بات شامل کرنا چاہتا ہوں کہ شروع شروع میں ہم بالکل یہ کہیں کہ جس دن واقعہ ہوا۔ اس واقعہ کو جس ملک یعنی امریکہ کی جانب سے ہوا ہے

ہمیں اس کی open وضاحت کرنی چاہیے کہ یہ واقعہ انہی سے ہوا ہے ۔ یہ نہیں کہ ہم چھپا چھپا کر درمیان میں تھوڑا سا یونائیٹڈ اسٹیٹ کے حوالے سے ذکر کریں' اس طرح سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہمیں کھلے دل سے اپنی آزادی اور سلامتی کو مدنظر رکھ کر' اپنے قومی وقار اور ملک کا خیال کرتے ہوئے جو زیادتی ہوئی ہے کہ ۱۳ تاریخ کو جو امریکہ کی جانب سے باجوڑ پر حملہ ہوا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور امریکی حکومت کو ہم متنبہ کرتے ہیں کہ آئندہ اس قسم کی کارروائی ہوئی تو ہم قدم اٹھانے پر مجبور ہوں گے ۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، پروفیسر غفور احمد صاحب' نہیں ہیں۔ جناب ثناء بلوچ صاحب۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کے آپ نے 13 جنوری 2006ء کو باجوڑ میں ہونے والے سانحے سے متعلق ہم سب کو اپنے احساسات اور جذبات کے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ جناب والا! یقیناً 13 جنوری 2006ء کو باجوڑ میں ہونے والا حملہ قابل مذمت اور قابل نفرت ہے۔ اس قسم کے حملے کا شمار انسانی حقوق کی پامالی میں ہوتا ہے اور پاکستان کی سالمیت اور اقتدار اعلیٰ بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اگر اس ملک میں ذی شعور اور اہل فہم حکمران ہوتے تو یقیناً اس حملے کا انتہائی جارحانہ انداز میں جواب دیا جاتا لیکن افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کے اقتدار اعلیٰ کو دنیا میں مہذب اور سنجیدہ طریقے سے نہیں دیکھا جاتا۔ پاکستان کے حکمرانوں کو دنیا میں سنجیدہ' مہذب' آئینی اور قانونی طور پر منتخب حکمران نہیں تسلیم کیا جاتا۔ پاکستان کے عوام کو دنیا کے دیگر انسانوں اور اقوام کے برابر کی حیثیت نہیں دی جاتی' اس لیے کہ پاکستان کے اپنے اندر انسانوں کے لیے قاعدے قوانین مختلف ہیں' اقتدار اعلیٰ پر جو حکمران ٹولہ مسلط ہے وہ پاکستان کے اپنے لوگوں یا جمہوری اور آئینی طریقے سے منتخب کردہ نہیں ہے۔ اس لیے ایسی قوموں کے ساتھ ان کے اقتدار اعلیٰ کو پامال کرنا' ان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا' ان کے احساسات اور جذبات کو مجروح کرنا یہ دنیا کی ایک routine بن جاتی ہے۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا ہے کہ جس پر ہم زور و شور سے احتجاج کر رہے ہیں۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ ریاستیں کس لیے ہوتی ہیں' ہم سارے politicians ہیں' ہم

political science کے طالب علم ہیں۔ لوگ ریاست اس لیے بناتے ہیں کہ ایک ریاست کے جغرافیے اور حدود میں اپنے مال و جان کے تحفظ کو یقینی بنا سکیں' اپنے معاشی اور معاشرتی مفادات برابری کی بنیاد پر حاصل کر سکیں۔ 1973ء کا جو پاکستان کا Constitution ہے اس میں بڑے واضح الفاظ میں دیا گیا ہے کہ بنیادی حقوق سے متعلق Article-9 ہے جو کہ security of person یعنی فرد کی سلامتی سے متعلق براہ راست یہ کہتا ہے کہ کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح Constitution کے preamble میں یہ دیا گیا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کے تحفظ و دفاع کے لیے کسی بھی قسم کے فیصلے یا کسی قسم کی حکمت عملی سے گریز نہیں کیا جائے گا لیکن میں نے جس طرح کہا کہ موجودہ حکمران نہ آئین' نہ قانون اور نہ سیاست سے واقفیت رکھتے ہیں' اس لیے ان کے سامنے ریاست میں اقتدار اعلیٰ کے مفہوم اور اس کے قائم و دائم رکھنے کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ان کو یہ بات سمجھانے کی جتنی بھی کوشش کریں یہ میرے خیال میں رائیگاں جائے گی۔

جناب والا! دو چیزیں ہوتی ہیں' ایک ہوتی ہے individual sovereignty ' ایک ہوتی ہے ریاست کی sovereignty ' ان دو تین مہینوں میں پاکستان میں دو قسم کی sovereignties پر attack ہوا۔ 14 دسمبر 2005ء کو میرے مادر وطن بلوچستان میں جنرل مشرف کی individual personality کو' اس کی individual sovereignty پر attack کیا گیا' اس لیے کہ وہ آئینی اور قانونی طور پر ایک حکمران نہیں ہیں' وہ بلوچستان کی مرضی اور منشا کے برخلاف وہاں پر چھاؤنیاں قائم کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اپنی individual sovereignty کا بدلہ 18 دسمبر 2005ء کو لیا کیونکہ 14 دسمبر 2005ء کے حملے میں کوئی جانی اور مالی نقصان نہیں ہوا بلکہ یہ ایک احتجاج تھا جو کہ بلوچ ریکارڈ کروانا چاہتے تھے کہ ہم اپنے جغرافیہ کو آپ کے مذموم مقاصد کے لیے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ جناب والا! اس کا کیا جواب دیا گیا کہ 18 دسمبر 2006ء کو individual sovereignty اور اپنی انا کو بچانے کے لیے' اس کے احترام میں 21 جیٹ طیارے' 44 کے قریب gunship helicopters ' ان کے spy planes ' آرمی کی تین بریگیڈز' paramilitary troops سارے بلوچستان کے عوام کی طرف بھیج دیئے گئے کہ جائیں وہاں پر جنرل مشرف صاحب کی شخصی آزادی' شخصی اقتدار اعلیٰ کو زک اور نقصان پہنچا ہے اس

لیے بلوچ قابل معافی نہیں ہیں' ان کی گردن زنی واجب ہے اس لیے ان کا قتل عام کریں' ان پر زہریلی گیس پھینکیں۔ یہ تھا ایک individual sovereignty کا بدلہ لیکن جناب والا! 13 جنوری 2006 ء کو ملکی سالمیت پر attack ہوتا ہے' پاکستان کی sovereignty پر attack ہوتا ہے۔ پاکستان کے اقتدار اعلیٰ' پاکستان کی sovereignty پر attack ہوتا ہے' اٹھارہ کے قریب معصوم جانیں' معصوم مائیں' بچے' جوان' بوڑھے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جناب والا! ابھی تک ان کی آنکھوں میں نیند کا خمار بھی نہیں جا پایا تھا کہ جناب والا! ان کو بیرونی افواج یا بیرونی jet طیارے یا بیرونی حکمران آ کر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! اٹھارہ انسانوں کا نقصان ہوتا ہے' قتل عام ہوتا ہے' اس میں اٹھارہ جانیں ضائع ہو جاتی ہیں' گاؤں کے گاؤں تباہ ہو جاتے ہیں اور Constitution میں جو فرد کی سالمیت سے متعلق Article-9 ہے جس کی بنیاد پر لوگ ریاست کے شہری بنتے ہیں۔ آپ کے NADRA کے registration کے office میں جا کر شناختی کارڈ لیتے ہیں کہ پاکستان کے شہری ہیں تاکہ پاکستان ہماری جان و مال کا تحفظ کرے گا۔ پورے پاکستان میں ایک panic create ہوتا ہے کہ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ پہلے IB, FIA فلاں' ان کے ذریعے سے جناب والا! اب تو لوگ اپنے جہازوں میں اور میزائلوں کے ذریعے لوگوں کے گھروں کو روند رہے ہیں۔ یہ آپ کے ملک کی sovereignty پر attack تھا' جناب والا! اس کے بدلے میں کیا ہوا' شیخ رشید صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ایک دو لوگ مرے ہوں گے لیکن ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔ جناب والا! اس کے بعد شوکت عزیز صاحب کہتے ہیں' آنکھیں بالکل نیچے کر کے کہتے ہیں کہ دیکھیں گے' پوچھیں گے اگر اس طرح کا معاملہ ہوا' تحقیقات کریں گے۔ جنرل مشرف صاحب اپنی تقریر میں اس کا ذکر تک بھی نہیں کرتے یعنی 17 جنوری کو انہوں نے تقریر کی ہے' ان کی تقریر میں جو national sovereignty ہے جو state sovereignty ہے' اس پر attack کیا' اس کا ذکر تک نہیں ہے۔ جنرل مشرف کی اپنی ذات پر attack ہوتا ہے تو بلوچستان کے بے چارے محروم عوام اور ان کے دو چار سردار وہ جنرل صاحب کی hit list پر آ جاتے ہیں' ان کے خلاف فوجی طیارے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کو ہندوستان کا' تہران کا' ماسکو کا' لبنان کا' کابل کا پتا نہیں' کن' کن ملکوں کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں پر آپ کی state sovereignty attack ہوئی ہے' میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2005 میں پاکستان

نے اپنا دفاعی بجٹ میں 15% اضافہ کیا۔ ہم اپنا 62% بجٹ دفاعی اخراجات پر خرچ کرتے ہیں' ہم کہنے کو یہ کہتے ہیں' دکھانے کو اپنے آپ کو یہ دکھاتے ہیں' اتنی خوبصورت وردیاں زیب تن کرتے ہیں کہ پاکستان کے دفاع کو کوئی زک نہیں پہنچا سکتا تاکہ we are professional army, we have professional defence system. جناب والا ! آپ کی Air Force کے radar کہاں گئے' کہاں گئے وہ Air Force کے غیور captains جو ایک غیر ملکی جہازوں کے خلاف جا کر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کو گرا دیتے ہیں لیکن آپ کے غیور اور بدصورت pilots بلوچستان اور باجوڑ ' وانا کے معصوم عوام کے خلاف فوجی operation میں مصروف عمل ہیں۔ یہ آپ کی state sovereignty ہے' یہ آپ کا defence system ہے' یہ آپ کے radars ہیں' یہ آپ کے غیور captains ہیں' یہ آپ کے غیور pilots ہیں اور یہ آپ کے بندوق بردار' gunship helicopters ہیں۔ جناب والا! شرم آتی ہے کہ اکیسویں صدی میں' کہ اس طرح کی resolutions pass ہونے پر' اس طرح کی تقریریں کرنے پر' حکمرانوں کو معاملات سمجھانے پر کہاںھی تک شخصی آزادی کے لیے آپ آدھے پاکستان میں خون کی ہولی کھیلتے ہیں لیکن جب قومی سلامتی کی اور ملکی سالمیت کی بات آتی ہے تو آپ آنکھیں نیچے کر کے کہتے ہیں کہ ہم اس پر سوچیں گے کہ ہمارا کیا رد عمل ہو گا۔ آپ سیدھا' سیدھا کہیں کہ بلوچ غریب' چرواہے عوام ہیں' ان کے مال و دولت سے ہمیں غرض ہے' ان کو مارنا جائز ہے' ان پر ہم زور آور ہیں۔ وہ بادشاہ America ہے' ہم اس کے تابعدار ہیں' وہ بہت طاقتور ہے' اس کے خلاف ہم لڑ نہیں سکتے۔ جھوٹ موٹ کی policy اپنانے سے آپ اپنے عوام کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ جناب والا! میں صرف یہ کہوں گا کہ اس Parliament کے اندر بڑا واضح ہو جانا چاہیے کہ پاکستان جو اپنے defence پر' اس کے defence expenditures 62% سے زیادہ ہیں' ملا کر کل 70, 72% بنتے ہیں لیکن 62% آپ اپنا GDP اپنے defence پر خرچ کرتے ہیں۔ آپ کے radars یہ معلوم کرنے میں ناکام ہونے کہآپ کی sovereignty پر attack ہو رہا ہے' اگر آپ کی Air Forece بروقت دشمن ملک کے جہازوں کے خلاف کارروائی کرنے میں ناکام ہوئی ہے' اگر آپ کی military اور آپ کی intelligence بروقت use کرنے میں ناکام ہوئی ہے ۔ جناب والا! میرے خیال میں ایسے defence کے لیے 62% خرچ کرنے کی بجائے'ایمانداری سے آپ کو

2% بھی خرچ نہیں کرنا چاہیے جو آپ کی sovereignty نہیں بچا سکتی جو آپ کو غیر ملکی فوج سے تحفظ نہیں دے سکتا لیکن آپ اپنے ہی لوگوں کے خلاف فوجی operations کرتے ہیں۔ کیا لوگوں نے 62% budget اس لیے دیا تھا۔ جناب والا! میں America کو قطعاً غلط نہیں کہوں گا' نہ میں America کو condemn کروں گا' نہ America کو deplore کہوں گا۔ یہ کہاوت ہے کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے"' اگر "گھر کے اندر' گھر کو لگی آگ گھر کے چراغ سے" اب بے چارے America کو Washington کو condemn کرنا' deplore کرنا' یہ جو diplomacy کی چال بازیاں چلنا--------

جناب چیئر مین! یہ 2006ء ہے باشعور دنیا ہے۔ سارے لوگ جانتے ہیں۔ آپ نے اپنی sovereignty آپ نے اپنا اقتدار اعلیٰ' آپ نے اپنی حکومت' آپ نے اپنے قاعدے' آپ نے اپنے قوانین' آپ نے اپنے سارے آئین گروی رکھ دیے ہیں امریکہ اور دنیا کے دیگر بڑے ملکوں کے مفادات کے لیے۔ جب ایک غریب بلوچ سے احتجاج کے طور پر ایک عمل سرزد ہوتا ہے تو وہ واجب القتل ہے لیکن کیونکہ وہ آپ کا حاکم اعلیٰ ہے' وہ آپ کے اقتدار اعلیٰ کا مالک ہے۔ جب آپ کے ہی حکمران خود ملے ہوئے ہیں' جب ہمارے حکمران ملے ہوئے ہیں تو پھر امریکہ کو کوسنے کی بجائے میرے خیال میں باجوڑ ایجنسی میں ۱۳ جنوری ۲۰۰۶ کو تمام تر معاملات کی ذمہ داری موجودہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ موجودہ فوج پر عائد ہوتی ہے' موجودہ intelligence system پر عائد ہوتی ہے' موجودہ Air Defence system پر عائد ہوتی ہے کہ جن کے ریڈار ناکام ہوئے' جن کی intelligence ناکام ہوئی اور جن حکمرانوں کی فہم و فراست جواب دے گئی ہے بروقت جواب دینے کے لیے۔ میں مذمت کرتا ہوں موجودہ حکومت کی اور میں اپیل کرتا ہوں باجوڑ کے غیور عوام سے کہ بجائے ایک دوسرے کو تہمت دینے کے اپنے قتل عام کی اور اپنے genocide کی FIR موجودہ حکمرانوں کے خلاف lodge کریں۔ اگر کسی نے کوئی بات کرنی ہے' کسی نے کوئی لاٹھی اٹھانی ہے تو واشنگٹن ہم سے بہت دور ہے ہم یہ لاٹھی' ہم یہ جدوجہد ان حکمرانوں کے خلاف کریں جو اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے ہماری جان و مال سے کھیل رہے ہیں۔ جو ہمارے اقتدار اعلیٰ کو دوسروں کے لیے داؤ پر لگا رہے ہیں۔ جناب چیئر مین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے محبت سے مجھے بولنے کا وقت دیا۔ Thank you

very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Thank you. پروفیسر غفور صاحب باہر تھے میں نے ان کا نام لیا تھا۔ دوبارہ ملتمس ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ باجوڑ کے اہم مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے باہمی مفاہمت کے ساتھ آج دن مختص کیا گیا۔ ۲۲ جنوری کو جب اپوزیشن نے اس پر بات کرنے کی کوشش کی تھی تو اس وقت ہمارا مطلب یہ نہیں تھا کہ باجوڑ میں امریکی طیاروں نے بے گناہ پاکستانیوں پر جو میزائل گرائے ہیں اس پر بات کی جائے۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اسی تاریخ کو صبح کے وقت اپوزیشن کا ایک نہایت اعلیٰ سطحی وفد باجوڑ جا رہا تھا جس میں قومی اسمبلی میں Leader of Opposition مولانا فضل الرحمان صاحب اور اہم سیاسی جماعتوں کے سربراہ قاضی حسین احمد صاحب، مخدوم امین فہیم صاحب اور عمران خان صاحب جیسے لوگ شامل تھے اور ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اس وفد کا مقصد یہ ہے کہ باجوڑ جا کر اپنے مظلوم پاکستانیوں سے اظہار ہمدردی کرے۔ حقائق معلوم کرے اور امریکہ کے اس بے باک اور انتہائی تباہ کن حملے کی مذمت کرے۔ لیکن اس وفد کو مہمند ایجنسی پر روک دیا گیا۔ حکومت پاکستان کا یہ اقدام غیر اخلاقی، غیر آئینی اور غیر قانونی تھا۔

جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل ۱۵ پاکستان کے ہر شہری کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ پاکستان کے جس علاقے میں چاہے وہاں جاسکتا ہے۔ قبائلی علاقے گو حکومت سرحد کے تحت نہیں وہ پاکستان کی حکومت کے تحت ہیں لیکن ظاہر ہے کہ وہاں کسی پاکستانی کو جانے سے روکا نہیں جاسکتا۔ اس لیے ہمارا احتجاج اس بات پر تھا کہ اس وفد کو روک کر حکومت نے ایک انتہائی ظالمانہ اقدام کیا ہے جو اس کو زیب نہیں دیتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیں اس دن اس بات پر ایوان میں اظہار خیال کا موقع نہیں دیا گیا اور اپوزیشن کے وفد کو باجوڑ ایجنسی میں جانے سے بھی روک دیا گیا۔ ہم اس بات کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ اٹھائیس روز کا جو یہ اجلاس ہے اس میں صرف چار

دن Private Members Day ہیں اور پچھلا جو دوشنبہ تھا پیر کا دن تھا ہمارا ایک دن ضائع ہو گیا۔ محض اس بات پر کہ ہمیں احتجاجاً واک آؤٹ کرنا پڑا۔ اس کا ہمیں دکھ ہے کہ ۴ دن میں سے ہمارا ایک دن اس طریقے سے ضائع ہوا۔

۱۳ جنوری کو جو دردناک واقعہ ہوا ہے اس کی وجہ سے پاکستان کا ہر شہری شدید تشویش میں مبتلا ہے۔ ہمارے مہربان فرحت اللہ بابر صاحب نے بڑی تفصیل سے یہ بتایا ہے کہ یہ حملہ اچانک نہیں تھا۔ اس میں امریکہ کے جاسوسی طیارے کئی روز سے فضا میں پرواز کر رہے تھے اور پھر یہ جہاز آئے اور روشنی کے گولے پھینکے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ وہاں اس مکان میں ایمن الظواہری موجود ہے۔ راکٹ برسائے اور اس میں ۱۸ پاکستانی شہید ہو گئے، جن میں بچے بھی تھے اور خواتین بھی شامل تھیں۔ کوئی غیر ملکی ان میں نہیں تھا۔ یہ پاکستان کی سرحد میں تقریباً ۵۰ کلو میٹر اندر آنے کے بعد ہماری territory پر حملہ کیا گیا۔ یہ باجوڑ ایجنسی پر حملہ نہیں تھا۔ پاکستان کی سالمیت پر، اس کی آزادی پر، اس کی خودمختاری پر اور اس کے وقار پر حملہ تھا۔ اس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ حکومت پاکستان نے اس کا بروقت نوٹس نہیں لیا۔ جیساکہ بابر صاحب نے کہا کہ نیویارک ٹائمز نے یہ خبر شائع کی کہ یہ پہلا حملہ نہیں ہے۔ یہ تیسرا حملہ ہے۔ دو حملوں سے ہم ناواقف ہیں کہ وہ کب ہوئے اور کس طرح ہوئے۔ نیویارک ٹائمز نے یہ خبر دی ہے کہ یہ تیسرا حملہ ہے۔ اس وقت جناب پرویز مشرف صاحب اور ہمارے وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب دونوں ملک سے باہر ہیں۔ شوکت عزیز صاحب نے اپنا امریکہ کا دورہ مکمل کر لیا ہے اور پرویز مشرف صاحب ابھی ناروے کے دورے پر ہیں۔ غالباً وہ اس کے بعد کسی دوسرے ملک میں جائیں گے لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ جب مشرف صاحب نے ناروے میں صحافیوں سے بہت سی باتیں کیں اور جب ان سے کہا گیا کہ یہ واقعہ کیا ہے؟ تو جس طرح بابر صاحب نے کہا، صدر صاحب نے کہا کہ اشارے ملے ہیں کہ وہاں القاعدہ کے لوگ موجود تھے۔ میں پوچھتا ہوں آپ کی وساطت سے جنرل مشرف صاحب سے کہ اگر باجوڑ ایجنسی میں ایمن الظواہری بھی موجود تھا اور القاعدہ کے لوگ بھی موجود تھے تو کیا اس سے امریکہ کے طیاروں کو اس بات کی اجازت مل جاتی ہے کہ وہ آنے کے بعد میزائل داغیں اور لوگوں کو شہید کر دیں۔ یہ ان کا انتہائی افسوسناک بیان ہے۔ ایک ایسے شخص کا جو نہ صرف ملک کا صدر بلکہ آرمی چیف بھی

ہیں۔ جن کا main مقصد یہ ہے کہ وہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کریں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پچھلے دنوں صوبہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نے یہ بات کہی کہ اگر بلوچستان میں شرپسند اپنی شرارت سے باز نہیں آئیں گے اور تخریبی سرگرمیاں کریں گے تو پاکستان کی فضائیہ ان پر بمباری کر سکتی ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ ہماری پاکستانی فضائیہ اس وقت کہاں تھی کہ جب امریکی جاسوس طیارے ہماری سرحدوں کے اندر پرواز کر رہے تھے؟ جب وہ ہماری سرحدوں کے اندر آکر میزائل داغ رہے تھے اور لوگوں کو شہید کر رہے تھے؟ کیا ہماری فضائیہ کا یہ فرض نہیں تھا؟ مشرف صاحب نے ۸۸ منٹ کی طویل تقریر کی۔ میں بھی کروڑوں پاکستانیوں کی طرح اس کی تقریر سنتا رہا کہ وہ کیا فرماتے ہیں؟ ایک سیکنڈ کے لیے انہوں نے یہ بات نہیں کی کہ باجوڑ میں کیا ہوا ہے؟ ان کا اصلی مقصد یہ تھا کہ وہ ملک کی حفاظت کریں لیکن ملک کی حفاظت کرنے والا آرمی چیف اپنی طویل تقریر میں ایک حرف بھی اس بارے میں نہیں کہتا کہ باجوڑ میں ہماری سرحدوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور ہمارے وقار پر دھبہ لگایا گیا ہے۔ یہ بات قابل دکھ ہے۔ ایک وفاقی وزیر نے یہ کہا۔ مختلف بیانات آتے رہتے ہیں کہ وہاں کوئی غیر ملکی موجود نہیں تھا۔ شوکت عزیز واشنگٹن میں ہیں۔ صدر بش سے انہوں نے باتیں کی ہیں۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ دونوں مل کر مشترکہ پریس کانفرنس کرتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوا۔ صحافیوں سے بات کی گئی ہے۔ بڑا ڈھنڈورا اس بات کا پیٹا جا رہا ہے ریڈیو اور T.V پر کہ وزیراعظم پاکستان کو گارڈ آف آنر پیش کیا گیا ہے۔ انہوں نے صدر بش کے ساتھ لنچ کیا لیکن جب صحافیوں نے پوچھا کہ جناب کیا باجوڑ پر بھی بات ہوئی ہے تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہاں ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ سارے معاملات پر گفتگو ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ فدویانہ' مؤدبانہ اور عاجزانہ رویہ ملکی وقار کے منافی ہے۔ اگر وہ وہاں موجود ہیں تو ان کو یہ بات کھل کر کہنی چاہیے تھی کہ وہاں کیا بات ہوئی ہے۔ بش صاحب پاکستان آنے والے ہیں' بش صاحب نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ طے کیا ہے کہ امریکہ اور پاکستان مل کر دہشت گردی کے خلاف جنگ کریں گے۔

جناب چیئرمین! باجوڑ ایجنسی پر امریکی جہازوں کا حملہ اگر دہشت گردی نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ اس سے بڑی دہشت گردی کیا ہو گی کہ امریکہ کے جہاز چالیس' پچاس کلو میٹر

پاکستان کی حدود کے اندر آ کر یہاں میزائل داغیں' یہ سب سے بڑی دہشت گردی ہے اور اس کے خلاف ہمیں جنگ کرنی چاہیے۔ جناب چیئرمین! تیرہ جنوری کو جو حادثہ ہوا ہے' اس پر پوری قوم متفکر ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں قرارداد منظور نہیں ہو سکی' اس کی وجہ یہ ہے کہ حکمران جماعت ایک ایسی نرم قرارداد لانا چاہتی تھی جو اپوزیشن کو منظور نہیں تھی۔ آج اس ایوان کے سامنے جناب اسحاق ڈار صاحب نے ایک قرارداد پیش کی ہے اس پر ہماری اپوزیشن کے بعض اہم ممبران نے دستخط کیے ہیں' میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس پر ہمارے شدید تحفظات ہیں' ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قرارداد ہمارے جذبات کی صحیح ترجمانی نہیں کرتی' اس میں وہ باتیں جو ان سے کہنا چاہیے تھیں' نہیں کہی گئیں لیکن پھر بھی اس بات کا احترام کرتے ہوئے کہ ہماری اپوزیشن کے معزز ممبران نے اس پر دستخط کر دیے ہیں' ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی اس بات سے پیچھے ہٹ جائیں اور کہیں کہ یہ قرارداد صحیح ہے۔ لیکن میں پورے ملک کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد ہمارے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتی۔ آپ کی وساطت سے میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ امریکہ کے سامنے یہ فدویانہ' عاجزانہ اور مؤدبانہ رویہ چھوڑ دے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ہمت کے ساتھ' پاکستانی قوم ایک مضبوط قوم ہے' ہمارا ملک ایک اہم ملک ہے' ہم ایک ایٹمی قوت ہیں' ہماری اپنی عزت اور وقار ہے' ہمیں ان کو متنبہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے' اپنے وقار' آزادی اور خودمختاری کے منافی کوئی اقدام قبول نہیں کر سکتے اور ہم امریکہ کی شدید ترین مذمت کرتے ہیں۔ امریکہ اگر ہمیں اپنا اتحادی کہتا ہے' اگر وہ کہتا ہے کہ ہم non NATO اتحادی ہیں اور front line state کہتا ہے تو کیا اس کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے دوست ملک کے خلاف دشمنانہ رویہ اختیار کرے؟ اور اگر وہ یہ رویہ اختیار کرے گا تو میں کہتا ہوں کہ حکومت کا رویہ جو بھی ہو' پاکستان کے عوام اس سے محبت نہیں' نفرت کریں گے' اسے حقارت کی نظر سے دیکھیں گے اور اس کے سامنے کبھی سرنگوں نہیں ہوں گے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ حکومت کو بھی ہمت کا ثبوت دینا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت پاکستان اس پر بھرپور احتجاج کرے' ایسی قرارداد نہیں کہ جس میں یہ نہ کہا جائے کہ امریکہ کے جہازوں نے بمباری کی ہے۔ امریکہ سے یہ بات کہی جانے کہ آپ کے جہازوں نے ہماری سرحدوں کو violate کیا ہے' ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور

اگر آپ نے آئندہ ایسا کیا تو آپ کے جہاز بھی گرائے جا سکتے ہیں۔ ہمارے ایک صوبے کا وزیر اعلیٰ اگر یہ کہتا ہے کہ فضائیہ کو استعمال کیا جا سکتا ہے تو پھر اگر ہمارے ملک کے اندر کوئی بیرونی جہاز آئے تو اس کو بھی گرایا جا سکتا ہے۔ پھر دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ امریکہ سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ صدر بش یہاں آنے سے پہلے پوری پاکستانی قوم سے معافی مانگیں کہ ان کے جہازوں نے ہماری سرحدوں کو violate کیا ہے اور اس بات کی حتمی یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ ایسی کوئی چیز نہیں ہو گی۔ اس کے بعد میں یہ بھی کہتا ہوں کہ مقتولین کے ورثاء کو وہ معاوضہ دیا جائے جو امریکہ نے ایک جہاز کے حادثے میں فوت ہونے والوں کے لیے لیبیا سے لیا تھا۔ امریکہ نے لیبیا کو مجبور کیا تھا کہ وہ معاوضہ دے اور فی کس دس ملین ڈالر تھا۔ اس لیے پاکستان کی حکومت کو یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ تمام مقتولین کے ورثاء کو بھی یہ معاوضہ دیا جائے۔ پھر میں یہ کہتا ہوں کہ پارلیمانی وفد کو باجوڑ جانے سے نہ روکا جائے' یہ ہمارا حق ہے کہ ہم وہاں جائیں اور حقائق معلوم کریں۔ قبائلیوں سے اظہار یکجہتی کریں' میں سمجھتا ہوں اس کو روکنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ میری آخری گزارش یہ ہے کہ قبائلی علاقے میں سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اب میں گزارش کروں گا جناب حمید اللہ آفریدی صاحب سے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں تمام سیاسی اور غیر سیاسی عمائدین اور جتنے بھی بھائی ہیں ان کا قبائلی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے قبائلیوں کے اس دکھ درد میں ان کا ساتھ دیا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ایک چیز record پر لانا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ ہماری تقریباً ایک کروڑ کی جو آبادی ہے اس میں سات ایجنسیاں اور چھ FRs شامل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ majority of the agencies اور ہمارے علاقے دہشت گردی سے بالکل پاک ہیں۔ کچھ agencies میں ہمارا یہ مسئلہ پہلے رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ علاقے کے مشیران' عوام' باشعور لوگوں کے pressure سے کافی حد تک وہ مسائل حل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا

میں یہ چیز record پر اس لیے لانا چاہ رہا تھا کہ موجودہ حالات کچھ ایسے ہیں کہ ان حالات میں ہم یہ چیزیں برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی outsider یا terrorist کو ہمارے ملک کے کسی حصے میں پناہ دی جائے یا اس کو کوئی protection دی جائے لہٰذا میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے زیادہ تر علاقے اس قسم کے terrorists یا outsiders سے صاف ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ basic موضوع اور مسئلہ چل رہا ہے اور جہاں تک ملکی sovereignty کا سوال ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس چیز کو ہم بھی condemn کرتے ہیں کہ اگر ہماری territory پر کوئی بھی outsider آ کے حملہ کرے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ چیزیں شکوک پیدا کرتی ہیں اور جن کی وجہ سے قبائلی عوام ابھی انتظار میں ہیں جب تک اس چیز کا صحیح طریقے سے پتا نہیں چل جاتا۔ شک میں نے اس لیے کہا کہ 23 تاریخ کو ہی باجوڑ ایجنسی کی ایک تحصیل مہمند میں قبائلی عمائدین نے غیر ملکی افراد کو پناہ دینے اور پرامن حالات خراب کرنے والوں کے گھر نذر آتش کرنے اور ان کو جلا وطن کرنے کا حتمی فیصلہ کیا ہے۔ یہ 23 تاریخ کو اخباروں میں سرخیاں تھیں اور یہ آیا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے جتنے بھی قبائلی ہیں وہ اتنے کمزور لوگ نہیں ہیں، وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ جو حکومت کا یا امریکہ کا ہم پر ایک blame ہے کہ اس جگہ چار پانچ ایسے outsiders تھے کہ جو wanted تھے اور high valuetarget لوگ تھے۔ لہٰذا چند دن ہم اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ بات clear ہو جائے کہ یہ کہاں تک حقیقت ہے۔ Main جو issue ایک رہا ہے کہ ہمارے جو بڑے مشیران ہیں ان کو باجوڑ ایجنسی جانے نہیں دیا گیا اور ان کو روکا گیا ہے۔ جہاں تک مجھے سمجھ آتی ہے جناب چیئرمین! ہمارے جتنے سیاسی مشیران ہیں خاص طور پر Frontier کے اور باقی بھی اگر کسی صوبے سے تعلق رکھتے ہوں ان پر قبائلی علاقوں کا status بڑے اچھے طریقے سے واضح ہے کہ ایف سی آر کے under علاقوں میں کوئی بھی سیاسی سرگرمیاں یا gathering نہیں کی جا سکتی۔ یہ issues پہلے بھی اٹھائے گئے ہیں جب South Waziristan کا issue تھا۔ وہاں پر یہی مسئلے ہوئے تھے کہ جی ان حالات میں لوگوں کو وہاں جانے نہیں دیا گیا۔

مجھے جو ایک چیز pinch کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہمارے ان مشیران پر یہ چیز واضح تھی اور پتا بھی تھا تو پھر ان کا اس طرح اکٹھے اجتماعی طور پر جانے کا مقصد کیا تھا۔ دوسری بات

یہ ہے کہ یہ واقعہ 13 تاریخ کا ہے۔ تو پھر ان کا اجتماعی طور پر وہاں جانے کا مقصد کیا تھا؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ واقعہ 13 جنوری کا ہے اور کہا یہ جا رہا ہے کہ وہاں تعزیت کے لیے 23 جنوری کو جا رہے تھے۔ جناب والا! لوگ 9 دنوں میں امریکہ اور لندن میں بھی جا کر تعزیت کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو قبائلی عوام کے ساتھ اتنی ہمدردی اور دکھ تھا تو پھر انہیں وہاں 13 تاریخ کی شام کو ہی پہنچنا چاہیے تھا تاکہ ہمیں پتا چلتا کہ واقعی یہ لوگ قبائلیوں کے دکھ اور درد میں شریک ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے سارے ضروری کام چھوڑ کر وہاں پہنچنے کی جلدی کی ہے۔ اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ انہیں وہاں نہیں جانے دیا جائے گا' یہ وہاں 22 تاریخ کو گئے ہیں۔ وہاں پانچ ' چھ سو افراد کی gathering ان کا انتظار بھی کر رہی تھی تاکہ وہاں جا کر کوئی political activity کی جائے۔

جناب چیئرمین! ہمیں احساس محرومی کا شکار نہ کیا جائے۔ میرے صوبہ سرحد میں ہمارے بھائیوں کی حکومت ہے' جن کا تعلق MMA سے ہے لیکن ایسی چیزیں جو قبائلیوں کے لیے بے حد' اشد ضروری ہیں' ان کی tables پر پڑی ہوئی ہیں اور ان کا کوئی حل نہیں ہو رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ time نہیں لوں گا۔ میں آپ کو چھوٹی چھوٹی چند مثالیں دوں گا۔ میں یہ باتیں یہاں اس لیے دہرانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کے علم میں یہ آ جائیں۔ جناب والا! حیات آباد ٹاؤن شپ کے گرد تین کروڑ روپے کی لاگت سے boundary wall بنانے کا ایک ٹھیکہ ہوا تھا ' جس سے حیات آباد settled areas اور tribal areas کو divide کیا گیا۔ اس پر public کی کافی observations سامنے آئیں اور لوگوں کی یہی request تھی کہ مہربانی کرکے یہاں دیوار نہ بنائی جائے ۔ تاہم جب دیوار بنانے کا فیصلہ ہو گیا تو پھر ہم نے ایک simple گزارش کی کہ اس میں سے ہمیں ایک گیٹ دیا جائے جس سے سکول کے بچے جو گاؤں سے سکول آتے ہیں' آ' جا سکیں۔ ہسپتالوں میں مریض آ' جا سکیں۔ اس گیٹ کی وجہ سے ان کے لیے سہولت ہو جائے گی۔ جناب چیئرمین! میں پچھلے اڑھائی سالوں سے ان کے ساتھ اس گیٹ کے لیے meetings کر رہا ہوں لیکن ابھی ان کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہیں آیا ہے بلکہ ان کے ایک وزیر مجھے meeting میں کہتے ہیں کہ جناب! آپ کے علاقے میں ہسپتال بھی ہیں اور سکول بھی ہیں' لہٰذا آپ اپنے سکول اور اپنے ہسپتال استعمال کریں ' آپ کو شہر میں آنے کی کیا

ضرورت ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ان کی بات تحمل سے سنیں۔

سینیٹر سید محمد حسین: جناب والا! یہاں بات باجوڑ کے واقعہ کی ہو رہی ہے اور انہوں نے سرحد حکومت پر بات کرنا شروع کر دی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: میں باجوڑ کی بھی بات کرتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر سید محمد حسین: جناب والا! یہ صرف سیاست چمکانے والی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب والا! آپ ان کی بات تحمل سے سنیں۔ مہربانی کرکے جو speaker بول رہا ہے، اسے بولنے دیجیے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب والا! اگر یہ وہاں سے ایک قبائلی بچے کو۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جب آپ کی باری آئے تو پھر بول لیجیے گا۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب والا! آپ اسے بٹھائیں۔ جب ان کی باری آئے گی تو پھر یہ بات کرلیں۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: This is not fair.

آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب والا! اس گیٹ سے سکول کے چھوٹے بچوں اور مریضوں نے آنا جانا ہوتا ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ ایک electric pole شیر خان میں جو tribal area کو بجلی supply کرتا ہے، پچھلے دو ہفتے سے گرا ہوا ہے اور ایک MMA کا MNA صابر اعوان، ان لوگوں کی سربراہی کر رہا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Please, do not interrupt.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: MMA کا صابر اعوان MNA' ان کی سرپرستی کر رہا ہے، جلوس نکال رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ قبائیوں کو بجلی نہیں دیں گے۔

جناب والا! اسی طرح MMA کی گورنمنٹ کے پاس ہمارے وارسک ڈیم کی royalty ہے۔ آج تک record پر کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی ہے کہ جس سے ہم کہہ سکیں کہ انہیں قبائیوں سے ہمدردی ہے۔ ہماری royalty ہمیں ملنی چاہیے۔ صوبے کے سکولوں اور کالجوں میں ہمارے قبائلی بچے admission نہیں لے سکتے ہیں۔جناب والا! یہ ضروری چیزیں ہیں جو میں جتانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ قبائیوں سے link ہوتی ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب والا! میں یہ چیز ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں قبائیوں کا نام غلط طور پر لیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ record کی باتیں ہیں جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: کسی کو بھی تقریر کے دوران ٹوکا نہیں گیا۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب شکریہ۔ اسی طرح صوبے کے کالجوں میں ہمارے بچوں کے admission منع ہیں۔ ہم ان کالجوں میں admission نہیں لے سکتے ہیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ کے اپنے علاقے میں کالج ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب چیئرمین! مہمند ایجنسی کے ۲۵ گاؤں انہوں نے قبائلی علاقوں سے الگ کر دیے ہیں اور چیف منسٹر کے نوٹس میں یہ بات ہے اس قبائل کے لیے ان کی آواز نہیں اٹھی ہے---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، پلیز wind up کریں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب چیئرمین! میرا اس میں basic مطلب یہی تھا کہ قبائلیوں کو مزید خراب نہ کریں۔ آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قبائلیوں کو معاوضہ دیا جائے۔

سینیٹر سید محمد حسین، ہم نہیں سنتے ہیں۔ غدار ہیں، پٹھو ہیں۔ غدار ہیں، امریکہ کے غدار ہیں، غدار ہیں، غدار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محمد حسین صاحب please، رضا صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، صرف ایم ایم اے کے بغض میں حمید اللہ جان کے جذبات کا ہم احترام کرتے ہیں لیکن اس طرح one way traffic نہ چلائی جائے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں سمجھتا ہوں کہ ہر ممبر کو بات کرنے کا اختیار ہے اور اس کی بات سننی چاہیے۔ آپ اتفاق نہ کریں ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کسی speaker کو نہیں روکا گیا۔ حوصلہ رکھیں۔ جناب رضا صاحب،

سینیٹر رضا محمد رضا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بڑا شکریہ، کہ آپ نے مجھے پشتون خواہ ملی پارٹی کی نمائندگی سے، اس ملک کی محکوم قوموں کی پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی اور پونم کی نمائندگی سے نہایت اہم مسئلے پر باجوڑ پر امریکہ کی بمباری کے اہم مسئلے پر آپ مجھے موقع دے رہے ہیں اور اس میں، میں اپنی پارٹی کا موقف اور پارٹی کی نمائندگی سے پونم کا موقف جناب چیئرمین! اس معزز ہاؤس کے سامنے رکھوں گا۔ سب سے پہلے مجھے جناب! نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس مسئلے کی سنگینی، اس کی اہمیت، اس کی سنجیدگی کا جو تقاضا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے بالخصوص اور اس ملک کی تمام پارٹیوں نے اس مسئلے کی سنجیدگی کا وہ ادراک نہیں کیا ہے جو ہمیں کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! کہ ۱۳ جنوری کو باجوڑ پر امریکہ کا حملہ ہوا اور پہلے لمحے میں کہا گیا کہ القاعدہ کے مشہور زمانہ عالمی دہشت گردوں پر یہ حملہ ہوا

تھا وہ ہمارے نشانہ پر تھے اور ہمارے حکمرانوں نے باتوں کو گول مول کرکے بالآخر اعتراف کیا کہ اس علاقے میں عالمی دہشت گرد موجود تھے ان پر حملہ ہوا ہے یہ ہمارے جنرل صاحب نے کہا اور اس موضوع پر امریکہ نے categorically ان کے تمام ذمہ دار حکام نے کہا کہ ایسے حملے اور بھی ہوں گے اوراس سے شدید ہوں گے۔جناب چیئرمین! آپ حیران ہوں گے میں ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں کہ فرانس کے صدر ژاک شیراک نے یہاں تک کہہ دیا کہ ایسے عالمی دہشت گردوں کے خلاف ایٹم بم کا استعمال بھی قابل فہم ہے۔۔۔

(شیم شیم)

آپ جب بھی شیم کہیں لیکن سنگینی کا آپ اندازہ لگائیں کہ فرانس جیسے ملک کا سربراہ یہاں تک جاتا ہے کہ ایسے دہشت گردوں کے خلاف ایٹم بم کا استعمال بھی قابل فہم ہے۔جناب ! ہمارے حکمرانوں نے ہمارے ملک کی پارٹیوں نے اس صورت حال کی سنگینی کا کوئی ادراک نہیں کیا اور یہ ہمارے لیے انتہائی افسوس ناک ہے۔ اس ملک کی سالمیت کے ساتھ، اس ملک کے مستقبل کے ساتھ، میں جنرل مشرف صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں موجود خارجی دہشت گردوں نے اس ملک کے مستقبل کو داؤ پر لگا رکھا ہے ۔ جناب چیئرمین! جس کو یہ علم نہیں ہے کہ کیا صورت حال ہے۔ اس پر تو کوئی گلہ نہیں۔ لیکن اس ملک کی جن پارٹیوں کو، ہمارے پالیسی ساز افراد اور اداروں کو اس امر کا بخوبی علم ہے کہ ہمارے ملک میں کیا صورتحال ہے اور بالخصوص ہماری اس پٹی میں جس کو ہمارا وسطی پشتونخواہ کہتے ہیں جس میں باجوڑ بھی شامل ہے وہ پورا علاقہ وزیرستان سے لے کر جنوبی وزیرستان تک، باجوڑ سے آگے بھی جائیں، اس پوری پٹی میں کیا صورتحال ہے، یہاں خارجی دہشت گرد موجود ہیں، ایک، دو، پانچ نہیں، ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔ یہاں عالمی دہشت گردی کا بدترین network ہے، ایسے لوگوں کے پاس ہر قسم کے destructive weapons ہیں یہاں تک الزام ہے کہ ان کے پاس dirty bombs بھی ہیں ۔ جو لوگ نشانہ بنے ہیں اور مارے گئے ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جلال آباد اور کابل میں ہمارے کھوتہ کی طرح تجربات کرتے رہے اور میں آپ کو اس پوری پٹی کی پوزیشن بتا دیتا ہوں کہ ہزاروں کی تعداد میں جو خارجی دہشت گرد موجود ہیں، ان کو support کیا جا رہا ہے ہمارے ملک کی forces، ہمارے ادارے، ہماری ملٹری کے ذریعے ان کی مدد کی جا رہی ہے، ان کو

مقامی قوتوں کے ذریعے علاقے پر مسلط کیا جا رہا ہے ۔ آپ کسی سے وزیرستان کے متعلق پوچھیں، سینکڑوں لوگ، قبائلی علاقے کے زعما، دانشور، صحافی، تاجر، ہر روشن خیال بدترین طریقے سے مارا گیا ۔ علاقے کے گھروں پر دہشت گردی کی گئی اور آج وہاں صورتحال یہ ہے کہ ہر شریف آدمی وزیرستان چھوڑ رہا ہے، قبائلی علاقہ چھوڑ رہے ہیں، کوئی پشاور جارہا ہے، کوئی ڈیرہ اسماعیل خان جا رہا ہے، کوئی ٹانک جا رہا ہے ۔ وہاں کس قسم کی وحشت و بربریت ہے، وہ حالات جو آپ قندھار میں دیکھتے رہے ہیں، جو پورے افغانستان میں دیکھتے رہے، یہی بیٹنے رہے کہ افغان قوتیں ہیں ۔ وہ جب ان خارجی دہشت گردوں کے خلاف لڑ رہے تھے جنہوں نے افغان سرزمین کو اڈا بنایا تھا جو یہاں افغان عوام کے خلاف کارروائیاں کرتے رہے اور پھر اس علاقے کو مرکز بنا کر دنیا میں 9/11 تک، پھر آپ نے نتیجہ بھی دیکھا، یہ تو آپ جنرل مشرف کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے آپ سب کو بچایا، میں دونوں طرف کی بات کرتا ہوں ورنہ آپ کے ملک کو آپ کی پالیسیوں کے نتیجے میں بش کے بقول پتھر کے زمانے میں جانا تھا، میں جنرل مشرف کو credit دیتا ہوں کہ اس نے دانشمندی سے کام لیا اور آپ کو جنرل مشرف نے بچایا ہے یہ حملہ آپ پر پہلے دن ہونا تھا۔ حقائق کا ادراک کیا جائے ۔ یہ آسان بات نہیں ہے ۔ آپ کو اور اس ملک کو جنرل مشرف نے بچایا ہے ۔ اس نے درست کام کیا کہ کولیشن میں شامل ہوا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہم تمام لوگوں پر سب سے پہلے حملہ ہونے والا تھا ۔

جناب چیئرمین ! اب کیا ہے؟ اس سب کے باوجود آپ کی ملٹری اور حمید گل جیسے لوگ جو ملٹری میں موجود تھے وہ خارجی دہشت گردوں کو پال رہے ہیں، پشتونوں پر مسلط کر رہے ہیں ۔ وزیرستان میں سینکڑوں قبائلی زعما کو مار رہے ہیں اور پھر جب کبھی غلطی سے یا دانستہ طور پر کوئی ملیشیا والے مر جاتے ہیں تو پھر اجتماعی ذمہ داری کے تحت آج بھی میرے علم کے مطابق چھ سو دکانیں بند ہیں ۔ ہمارے غریب عوام کا کاروبار بند ہے ۔ کسی کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں، کوئی شخص عید کی خوشیاں منانے کے لیے ان علاقوں میں نہیں جا سکتا ۔ آپ نے Talibnization شروع کی ہے، اور آپ نے اس علاقے میں خارجی دہشت گردوں کو مسلط کیا ہے ملٹری اور سیاسی انتظامیہ کے ذریعے اور اداروں کے ذریعے اور ایسے لوگوں کو جنرل پر بھی حملہ کرتے ہیں، جو وزیر اعظم پر بھی حملہ کرتے ہیں، جس نے پورے ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگا

رکھا ہے اور یہ عام باتیں نہیں ہیں وسیم صاحب کو اس کا ادراک کرنا ہے۔ یاک شراک مذاق میں یہ بات نہیں کرتا کہ کوئی اگر اس قسم کا خارجی دہشت گرد کسی سرزمین کو اڈا بنا کر وہاں کے عوام کو ڈھال بنا کر، وہاں کے عوام کو یرغمال بنا کر ہمسایہ ممالک میں مداخلت کرتا ہو، دنیا میں دہشت گردی کے واقعات کرتا ہو، اس کے خلاف وہ کہتا ہے کہ ایٹم بم قابل فہم ہے۔ یعنی یہ کوئی مذاق ہے۔ United States کے تمام حکمرانوں نے کہا ہے کہ اور بھی حملے کریں اور پھر بھی کریں گے اور یہ میدان جنگ بنے گا۔ یہ سنجیدہ چیزیں ہیں جناب چیئرمین۔ ہمیں اس کا ادراک کرنا ہے۔ اگر آپ نے وسطی پشتون خواہ اڈا بنانے رکھا خارجی دہشت گردوں کا اور یہاں کے عوام کو بے گناہ مروایا۔ باجوڑ میں لوگ مریں گے۔ ان بے گناہوں کو کچھ پتا نہیں کہ ان کی سرزمین کو کس نے اڈا بنایا ہے اور ان کی سرزمین کو اور یہاں کے عوام کو ڈھال بنا کر کہاں حملے ہو رہے ہیں۔ ایسی صورتحال میں جناب! یہ بڑے اہم واقعات ہیں۔ ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، ملک کے حکمرانوں کو اور ملک کی پارٹیوں کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ آپ وہاں جا کر اسامہ زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں، ملا عمر زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ اسامہ نے کیا کیا تھا؛ ملا عمر نے کیا کیا تھا۔ ایسی صورتحال آپ پیدا کریں پورے اس علاقے میں تو پھر یہ ملک نہیں بچ سکے گا۔ اگر یہ میدان جنگ بنتا ہے تو اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی۔ ٹھیک ہے ہم کہتے ہیں مذمت کرتے ہیں۔ آپ میں یہ جرأت نہیں ہے، اب امریکہ کی مذمت کون کرسکتا ہے۔ ان کے پاس طاقت ہے اور انہوں نے coalition بنا رکھا ہے اقوام متحدہ استعمال کر رہا ہے۔ آج جو افغانستان میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کون ہیں؛ یہ سیکورٹی کونسل کے فیصلے کے تحت بیٹھے ہوئے ہیں اور وہاں پر تمام دنیا کی قوتیں بیٹھی ہوئی ہیں اور آپ مسلسل مداخلت کر رہے ہیں افغانستان میں۔ کیا آپ نہیں کر رہے ہیں؛ کون سے وسائل آپ نہیں استعمال کرتے؛ ان کی مذمت نہیں ہوگی۔ لاکھوں بے گناہ افغانوں کا 25 سال تک خون ناحق بہتا رہا اور آج وزیرستان میں اور باجوڑ میں، پورے خطے میں، یہی صورتحال پیدا کی گئی ہے۔ لوگوں کو مسلط کیا، ان دہشت گردوں کو مسلط کیا ہے ہمارے حکمرانوں نے اور پھر جب وہ اتنی طاقت بنیں گے، جب وہ challenge کریں گے دنیا کی قوتوں کو تو ان کا response ہوگا اور وہ حق بجانب ہوں گے۔ ان کے پاس طاقت بھی ہے اور حق بھی ہے۔ جہاں سے حملہ ہوتا ہے کسی بھی ملک پر اس کو اپنے دفاع کا

حق ہے کہ وہ hot pursuit استعمال کرتے ہوئے وہاں جائے جہاں سے اس پر حملہ ہوا ہو اور امریکہ کو روکنے کی آپ کے پاس کوئی طاقت نہیں۔ مشرف کو اس کا علم ہے اور اس کو علم ہے اپنی طاقت کا، اپنی استعداد کا، اپنی ملٹری کی might کا کہ وہ امریکہ کے مقابلے میں کیا ہے جبکہ وہ حق بجانب بھی ہو۔ جب آپ دہشت گرد کو پناہ دے رہے ہوں، اس کو پال رہے ہوں اور اس کو علاقے پر مسلط کر رہے ہوں۔ آج مجھے بتائیں کہ قندھار اور وزیرستان میں کیا فرق ہے۔ بدترین صورتحال دہشت گردی کی جو قندھار پر مسلط تھی، جس کا نتیجہ 9/11 بنا، آج وہی صورتحال اس پورے خطے پر مسلط ہے۔ پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے پاس یہاں ایک یونیورسٹی ہے، قائد اعظم یونیورسٹی ہے، آپ ان سے پوچھیں کہ کون سا طالب علم گیا ہے عید کی خوشیاں منانے کے لیے۔ کوئی مائی کا لعل جا نہیں سکتا۔ وہاں پر آپ نے ہزاروں کی تعداد میں لشکر منظم کیے ہیں اور اس کا ہر روز کا slogan ملا عمر اور اسامہ ہیں۔ وہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی 70 ہزار ملٹری دیکھ رہی ہے، اس کا ساتھ دے رہی ہے، اس کی پشت پناہی کے ایسے حلقے ہیں یہاں پر۔ مشرف ان حلقوں میں شامل نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے۔ ہم بدترین مخالف ہیں مشرف کے لیکن آپ کے ملک کو بچایا اس نے اس نکتہ پر کہ اگر آپ دہشت گردی کرتے رہے تو آپ کا سامنا جنگ کی صورتحال سے ہوگا۔ آپ مداخلت کرتے رہے افغانستان میں، ہمسایہ ممالک میں، ہندوستان میں تو اس کا نتیجہ برا ہوگا۔ آپ نیوکلیر بیچتے رہے ہیں، آپ ایٹم بم فروخت کرتے رہے ہیں تو اس کا جواب دینا ہوگا، اس کا حساب دینا ہوگا۔ یہ باتیں مذاق والی باتیں نہیں ہیں جناب۔ میں بھی کوئی ایسا دیوانہ نہیں ہوں۔ میں اس ملک کی خاطر یہ کہہ رہا ہوں کہ اس صورتحال میں سب سے پہلے اس ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ یہ جو دہشت گردی، فرقہ واریت اور سب سے پہلے اس ملک کی سلامتی کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ یہ جو دہشت گردی اور فرقہ واریت کی صورتحال ہے۔ ہماری فوجیں اس میں شامل نہ ہوں۔ ہم ایک لاکھ بار یہ نعرہ لگائیں کہ پاکستان کی sovereignty قائم ہو، لیکن اگر ہم خارجی دہشت گردوں کے خلاف لفظ نہیں کہتے، ان کو نکال باہر نہیں کرتے تو ہم اپنے ملک کی سلامتی کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ عملاً ہم اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ہمیں پتا ہے، ہمیں علم ہے کہ یہ جو terrorism کے خلاف عالمی coalition ہے، وہ جو بار بار کہتے ہیں کہ ہم کھڑے نہیں رہے ہیں۔ بگرام ایئرپورٹ کا

ملٹری کمانڈر کہتا ہے کہ اگر مجھ پر حملہ ہوا' افغانستان پر حملہ ہوا' دنیا پر حملہ ہوا تو میں تماشا نہیں کروں گا۔ جہاں پر بھی ہو' ہم جائیں گے اور پاک شیراک والی بات آپ ذہن میں رکھیں' یہ کوئی مذاق کی چیزیں نہیں ہیں۔ اس وقت بھی باجوڑ کی صورتحال یہ ہے کہ باجوڑ میں آپ نے بدترین صورتحال مسلط کی۔ کوئی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ کوئی "ملا" کے خلاف بات کرے۔ "ملا" میں وقتی معنی میں استعمال نہیں کرتا' وہ جو دہشت گردی' فرقہ واریت کرتا ہے' وہ جو دوسرے ممالک میں مداخلت کرتا ہے۔ وہ جو کسی کو قانون کا حق نہیں دیتا۔ وہ جو کسی کو اظہار رائے کا حق نہیں دیتا۔ آج تو بسم اللہ کے بغیر موبائل میں کوئی اورمیوزک بھی نہیں رکھ سکتے۔ یہ صورتحال آپ نے اس تمام علاقے میں بنائی ہوئی ہے۔ اب آپ اس کو پھیلا رہے ہیں' پھر آپ یہ توقع کر رہے ہیں کوئی ہمارے احتجاج پر عمل کرے گا۔ جناب والا! افغان ایسے گئے گزرے نہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ یہ لوگ آج کے نہیں بیٹھے ہوئے' یہ پچیس سال کے مراکز ہیں۔ یہ جو باجوڑ میں آج ہوا ہے ان کے اڈے پچیس سال سے قائم ہیں۔ وہ جو کنڑ میں واقعات ہوتے رہے' یہ جو عرب نام و نہاد کہتے ہیں کہ ہم مجاہد ہیں۔ ان کے اعمال کا پتا ہے کہ پچھلے سالوں کے دوران انہوں نے کیا کیا تھا۔ پورے افغانستان میں انہوں نے کیا کیا۔ وہ اگر شیدائی ہیں تو فلسطین والے غلیل سے لڑتے ہیں۔ وہاں جا کر فلسطین میں لڑیں۔ پشتونوں نے' افغانوں نے اسلام کا سب سے زیادہ فائدہ کیا ہے۔ ہماری لاشوں پر ہمارے لوگوں کو ڈھال بنا کر آج بھی یہ بیٹھے ہیں اور عالمی coalition کو للکار رہے ہیں۔ چیلنج کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر اتنا پیار ہے' حمید گل اور اسلم بیگ جیسے لوگوں کا' جو اس وقت ملٹری میں موجود ہیں' جو دہشت گردی کو فروغ دینا چاہتے ہیں اگر ان کو اتنا شوق ہے تو ایسے عناصر کو اسلام آباد میں بٹھا لیں۔ لاہور میں بٹھا لیں۔ الظواہری کو' ان کے داماد کو' آج اگر وہ باجوڑ میں بیٹھا ہے تو ان پر حملہ ہوگا۔ کل اگر وزیرستان میں بیٹھا ہے تو اس پر حملہ ہوگا' یہ میدان جنگ بنے گا۔ جناب چیئرمین! ہمیں پتا ہے کہ افغانستان میں آپ لوگوں نے امریکہ کو کیسے روکا۔ یہ جو دعویٰ ہم سب کرتے ہیں' اسلام کے بڑے شیدائی' وہ اسلام کا جوش و جذبہ اور شوق بھی مجھے یاد ہے کہ افغانستان میں آپ نے امریکہ کو کیسے روکا۔ آپ کے پاس روکنے کا جواز بھی نہیں تھا۔ نہ آج جواز ہوگا اگر اس سرزمین پر ایسی مداخلت جاری رہی۔ دہشت گرد موجود رہے

اور ان کو support ملتا رہا۔ یہ جو وزیرستان میں جس انداز سے دیتے رہے۔ آپ کو علم ہوگا کہ دو سو سے زیادہ قبائلی علاقے کے انتہائی بڑے بڑے سردار' یہ جو ہمارے بلوچ سرداروں کی بات آتی ہے کوئی سردار' کوئی میر' کوئی وزیر نہیں کہہ سکتا کہ کوئی سردار اس کے برابر کا تھا۔ وہ جو سینیٹر ہمارے مرے' ہمارے صحافی مرے' ہر ایک یہی کہنا چاہتا ہے کہ ان خارجی دہشت گردوں کو نکالو۔ ایک طرف ملڑی نے ہماری عوام کو یرغمال بنایا۔ ان پر حملے ہوتے رہے۔ اگر ملیشیا کا کوئی سپاہی غلطی سے مرتا ہے تو میرعلی کی چھ سو دکانیں بند رہتی ہیں' ہماری بجلی کٹ جاتی ہے۔ تمام پابندیاں' لوگوں کو موت کی سزا' ان پر حملے' ایک طرف ان کا دوسری طرف خارجی دہشت گردوں کا۔ جناب والا! یہ بڑی خطرناک صورتحال ہے۔ یہ سب سے پہلے اس ملک کی بقا کے خلاف ہے۔ اس کی سالمیت' اس کی sovereignty کے خلاف ہے۔ یہ سب سے پہلے اس ملک کی سالمیت کے خلاف ہے۔ اصل میں یہ ہے کہ ہم نے دہشت گردوں کو اکٹھا کیا ہے۔ آپ اس کے پہلے اسباب معلوم کریں کہ یہ حملے آج کیوں ہو رہے ہیں۔ اسباب وہی ہیں جو 9/11 کے تھے۔ افغانستان کو علاقے اور عوام کی مرضی کے خلاف یرغمال بنایا گیا۔ یہاں اڈے افغان عوام کی مرضی کے خلاف قائم کیے گئے۔ یہاں پر اسلحے جمع ہوئے اور دنیا میں لگتے رہے اور جب response آیا' ردعمل آیا' آج وہ لوگ کدھر ہیں؛ تمام خمیازہ افغانستان کو بھگتنا پڑا۔ وہ جو بی ۵۲ کی بمباری' ڈیزی کٹر کی بمباری' وہ افغان سرزمین پر گرتے رہے۔ اور اگر آپ ایسے علاقے کو میدان جنگ بنائیں گے تو ڈیزی کٹر بم آئیں گے ------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر رضا محمد رضا، وقت کا خیال ہے۔ جناب! میں اپوزیشن اور حکومت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ نہایت سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ہمیں اس کا ادراک کرنا ہے' اس کے اسباب معلوم کرنے ہیں اور اس کا اصل سبب یہ ہے جو خارجی دہشت گرد اور اس علاقے میں فرقہ واریت' ہمارے جو بھی مقاصد ہیں۔ ہم ملا عمر کی سائل پر طالبان مقامی طور پر پیدا کر رہے ہیں۔ جناب میں یہ ریکارڈ پر کہتا ہوں کہ ان کا سب سے پہلا حملہ فضل الرحمان پر ہوگا اور دوسرا قاضی پر ہوگا۔ ایسے لوگوں کا جو ہم پر حملہ کریں گے وہ بھی نہیں بچیں گے۔ فرقہ واریت' دہشت گردی کا

بھی نہیں۔ ان کا ایک پیشہ اور جنون ہے۔ ان دہشت گردوں کی وجہ سے ہمارے ملک کو خطرات ہیں۔ ہمیں ایسے اقدامات کرنے ہیں کہ ان کو کنٹرول کیا جائے۔ ان کو کنٹرول کرنے کے بعد ہم یہ حق رکھیں گے کہ ہم دنیا اور امریکہ سے کہیں کہ اس کو کوئی حق نہیں کہ ہماری خودمختاری اور سلامتی کی خلاف ورزی کرے۔ پھر ہمارے پاس جواز ہوگا۔ جب ہم ملوث نہیں ہوں گے پھر امریکہ کیا اس ملک کے عوام ' اور اس کے خلاف کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر یہ باتیں ہیں کہ تمام ذمہ داری ہم پر ہو ' اقدامات میں ملوث ہم ہوں۔ دہشت گردی کی ہم سرپرستی کریں۔ ان کو علاقے کے عوام پر مسلط کریں۔ ان کی جرات کو بھی ختم کریں۔ ہر روشن خیال شخص ' اور جس کے جیب میں قلم ہے وہ نہیں گھوم نہیں سکتا اور جس کے ضمیر میں یہ بات ہے کہ یہ کام غلط ہو رہا ہے اس کو وہاں رہنے کی اجازت نہیں۔-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مہربانی کرکے ختم کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! میں یہ حکمرانوں اور اپوزیشن کی پارٹیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ہم اس صورتحال کی سنگینی کا ادراک کریں اور ہم آئندہ ایسی پالیسیاں بنائیں جس کے نتیجے میں ہم اپنی سرزمین اور عوام کو خارجی دہشت گردوں سے نجات دلائیں اور تب جاکر ہم اپنی ملکی سالمیت کا دفاع کرنے کی طاقت رکھیں گے اور حق بجانب بھی ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ وقت زیادہ ہو رہا ہے سوا نو بج چکے ہیں اور resolution وہ ہے جو ہم سب نے adopt کر دیا ہوا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو can I put it to the House?

سینیٹر وسیم سجاد، نہیں جی یہ آپ put کر دیں۔ تقریریں بعد میں کرلیں۔---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ نے دیر تک بیٹھنا ہے تو ضرور بیٹھیے گا۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! لوگ جانا چاہ رہے ہیں۔ اس پر voting ہو جائے اس کے بعد تقریریں کرلیں وہ بے شک کریں۔ کوئی حرج نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Put کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے صرف یہ ہے کہ چونکہ ایک consensus -----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وہ ے آنے گا

nobody is leaving, I am not leaving.

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: If you allow me, I will put resolution t

vote. It is unanimous resolution.

(The resolution was adopted unanimously)

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب چیئرمین صاحب ہم نے برداشت کیا ہے کیونکہ
پ کے favour میں تقریر نہیں ہو رہی لیکن ہم نے بڑے تحمل سے برداشت کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں generally بات کر رہا ہوں، حمید اللہ صاحب کی بات
پ کو بڑی ناگوار گزری ہو گی لیکن اسے سننا چاہیے تھا۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، ہم نے بڑے تحمل سے برداشت کیا ہے، آپ سب کی
ریر سنی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کے ہاں برداشت کا مادہ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، انہوں نے بات کی ہے تو ٹھیک ہے، ہر آدمی کی اپنی
ئے ہے۔ آپ کو ناراض ہونے کا حق نہیں ہے۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، نہیں جناب ہم ناراض نہیں ہیں۔ ہم اپنا نقطہ نظر بتانا
ہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، فرمائیے، آپ کیا کہتے ہیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ آج یہاں
ث چل رہی ہے کہ جو باجوڑ ایجنسی میں امریکیوں نے بمباری کی۔ اس کے بارے میں، میں مزید
یل کی طرف نہیں جانا چاہتا اور نہ ہی اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے فرحت اللہ بابر صاحب نے
ں مدلل تقریر کی اور میں ان کی ساری تقریر سے اتفاق کرنا چاہتا ہوں لیکن ہم یہ چند باتوں کی
احت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ واقعات کیوں ہوئے، یہ واقعات اس وقت ہوئے کہ جب ہماری خارجہ

پالیسی نے U-Turn لیا۔ جس افغانستان میں امن ، سلامتی و آشتی قائم کی اور اس وقت ہمارا
پاکستان امریکہ کا اتحادی بنا اور چند مفاد پرست، قوم پرست اس اتحاد میں شامل ہوئے۔ افغانستان
میں ایک امریکی ایجنٹ اس کا پالتو آدمی جو کہ افغانستان کا اصلی شہری بھی نہیں ہے اُسے وہاں
کر مسلط کیا گیا۔ اس وقت اُس کی پشت پر امریکہ، ہندوستان اور را کے ایجنٹ ہیں اور وہ اس
حکومت کی سرپرستی کرتے رہے جس کی وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنا پڑا۔

جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج پاکستان کے استحکام اور سالمیت کو جو خطرہ
درپیش ہے یہ اس ناکام خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے ورنہ 11 ستمبر سے پہلے طالبان کی حکومت
پاکستان کی وفادار حکومت تھی اور انہوں نے وہاں امن قائم کیا تھا اور اسی قوم پر انہوں نے اسلامی
نظام نافذ کیا اور امن و سلامتی کا درس دیا لیکن ہمارے حکمرانوں نے اس وقت ایک سازش کے
تحت چند ممالک سے مل کر خارجہ پالیسی تبدیل کی اور جس کی وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنا
رہا ہے۔ ہمارے ملک کا اقتصادی نظام تباہ و برباد ہو گیا، ملک کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ گئی
اگر وہ پالیسی تبدیل نہ ہوتی تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

جناب! جہاں تک دہشت گردی کا مسئلہ ہے تو اس وقت پوری دنیا میں اس کی
تعریف واضح نہیں ہو رہی۔ دہشت گردی کہتے کس کو ہیں، جو بمباری کرے، معصوم شہریوں کو
شہید کرے اور وہ ملک میں داخل ہو کر بغیر کسی جرم کے بمباری کرے تو اصلی دہشت گرد تو وہ
ہے، نہ کہ معصوم شہری کہ جو یہ دعوت دیتے ہیں کہ ہمیں جینے کا حق دیا جائے، ہمارے بنیادی
حقوق دیے جائیں۔ جب وہ اس کا مطالبہ کرتا ہے یا وہ اپنے مذہب یا اپنے culture کو فروغ
دینے کا مطالبہ کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ بڑا دہشت گرد ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! دہشت
گرد وُہ ہیں کہ جو نہ جمہوریت کا لحاظ رکھتے ہیں، جنہوں نے عراق میں مظلوم مسلمانوں کو شہید کیا،
جنہوں نے افغانستان کی ایک اسلامی حکومت کو ختم کیا، وہاں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور وہاں
کے چند لوگ جو اپنے آپ کو قوم پرست کہہ رہے تھے اور جو ایک غیر اسلامی حزب الشیطان کے
پیروکار تھے، اس کے پیروکار بنے اور وہاں امن و سلامتی کو تباہ و برباد کیا۔ اس ہی ملک کے
استحکام کے خلاف اُن قوم پرستوں نے ، اِن قوم پرستوں کو تو ہم جانتے ہیں، انہوں نے یہاں
پاکستان کے خلاف بیرون دنیا میں نام نہاد حکومتیں قائم کیں، یہ آج ہمیں یہ درس دے رہے

ہیں۔ہم ان قوم پرستوں کو جانتے ہیں، انہوں نے پاکستان کے خلاف بیرونی دنیا میں نام نہاد حکومتیں قائم کیں،یہ آج ہمیں یہ درس دے رہے ہیں کہ علما ہمیشہ پاکستان کے استحکام، سلامتی اور امن کے داعی رہے ہیں اور اسلام تو نعرہ ہی امن کا ہے، ایمان، امن اور سلامتی کی دعوت دے رہا ہے۔ دہشت گرد وہ لوگ ہیں جو اسلام سے ہٹ کر باتیں کرتے ہیں یا ملک کے استحکام کے خلاف انہوں نے نام نہاد حکومتیں بنائی ہیں۔یہاں سے بھاگے۔ میں صوبہ سرحد کے غیور عوام کو، بلوچستان کے غیور عوام کو سلام پیش کرتا ہوں کہ نام نہاد قوم پرستوں کو مسترد کر کے انہوں نے اسلام کی حمایت کی ہے اور آئندہ بھی--- اب ان کو تکلیف یہ ہے کہ وہاں کے عوام علما کا ساتھ دے رہے ہیں، ان کا ساتھ نہیں دے رہے۔ میں اس کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وقت کا خیال رکھیے گا اور ماحول بھی ٹھیک رکھیے گا، مہربانی جی۔

سینیٹر ساجد میر، کل کا اجلاس رکھنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ بلاوجہ یہ چھٹیاں ہوتی ہیں اور شام کا اجلاس۔ چند لوگوں نے پتا نہیں وہ ہمارے وکلا ہیں یا وزراء ہیں، انہوں نے---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

سینیٹر ساجد میر، جب چاہتے ہیں چھٹی کر لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اجلاس کر لیتے ہیں اور ہمیشہ یہ ایک routine بن گئی ہے کہ ہم نے شام کا ہی اجلاس رکھنا ہے، آخر کیوں؟ ہم صبح کیا کرتے ہیں؟ اگر صبح یہ مصروف ہوتے ہیں تو یہ اجلاس میں نہ آئیں۔ اب اکثریت صبح آنا چاہتی ہے لیکن ایک routine بن گئی ہے اور ان لوگوں نے جان بوجھ کر بنائی ہے کہ ہم نے اجلاس شام کا ہی رکھنا ہے اور اس کی کیا وجہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تو آپ next week re-examine کر لیں، یہ schedule آچکا ہے اس جمعہ تک، تو اگلے ہفتے---

سینیٹر ساجد میر، یہ کوئی ایسا قرآن کا حرف نہیں ہے، پہلے اس میں کئی مرتبہ تبدیلی ہوئی ہے، اب بھی ہوسکتی ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آئندہ ہفتے سے اس کو کرلیں، آپ کی مرضی ہے۔ آپ نے ایک schedule دیا ہوا ہے، اس کے مطابق چل رہے ہیں اور بے شک کوئی ممانعت نہیں ہے، اس پر دوبارہ بھی بحث کر سکتے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں۔ ہم بیٹھ کر، اکٹھے بیٹھ کر ایک فیصلہ کیا ہے، اس کے مطابق ابھی چلا لیں، آئندہ ہفتے اس کو جیسے مرضی کرلیں، یہ 22 تک ہے۔ اس میں اس موضوع کو بے شک دس دفعہ رکھ لیں، ہم پر ایسی کسی کوئی قدغن نہیں ہے، it is our own decision اور اس میں کوئی چیز do you want to conclude this تو اس کو ہونی چاہیے۔ پروفیسر صاحب! آپ آ جائیں، آپ تقریر کریں، ہم آپ کے خیالات سے مستفید ہوتے ہیں۔

سینیٹر ساجد میر، شکریہ جناب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! باجوڑ پر America کا حملہ اس حوالے سے بھی قابل مذمت ہے کہ اس میں بے گناہ انسان، بچے اور عورتیں ماری گئیں۔ مگر اس میں سب سے بڑی casualty جو ہے، وہ پاکستان کی خودمختاری ہے، پاکستان کی آزادی ہے اور اس کا وقار ہے، مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ یکدم ہوا ہے اور نہ isolation میں ہوا ہے، اس کے لیے ایک عرصے سے stage set ہو رہا تھا اور ایک ماحول بن رہا تھا اور اس کے پس منظر میں جو کچھ ہوا، وہ آج ہمارے سامنے ہے۔ 9/11 کے بعد جس طرح اس حکومت نے غیرمشروط تابعداری کا America کے لیے مظاہرہ کیا، بے دام غلامی کا مظاہرہ کیا، میں سمجھتا ہوں کہ وہی رویہ اس حملہ کا بنیادی طور پر ذمہ دار ہے۔ اس حکومت نے وزیرستان میں، دوسری ایجنسیوں میں بلکہ settled area میں بھی اپنے بندے خود مارے، انہیں خود گرفتار کر کے America کے حوالے کیا اور اس پر فخر کیا۔ FBI کو چھاپوں کی اجازت دی اور اس پر فخر کیا، اسی سے America کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ براہ راست یہ حملہ کرے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ پہلا حملہ نہیں ہے، اس سے پہلے بھی وہ یہ حرکت کر چکا ہے۔ America ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ ستم ظریف بھی ہے، ظلم بھی کرتا ہے اور مذاق بھی کرتا ہے۔ ایک مذاق تو اس نے یہ کیا کہ پاکستان کے حکمرانوں کا پردہ نہیں رہنے دیا، اسے فاش کر دیا، یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ ایک دن یہ کہتے ہیں کہ مدارس پر control ہم کسی کے کہنے پر، کسی کی dictation پر نہیں کر رہے۔

نصاب تعلیم میں تبدیلی ہم اپنی مرضی سے کر رہے ہیں اور دوسرے دن وہاں سے یہ بیان آ جاتا ہے کہ ہم ہی نے یہ کہا تھا کہ یہ کرو۔ اسی طرح اب بھی ہوا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے علم کے بغیر یہ حملہ ہوا اور واشنگٹن پوسٹ نے امریکی ذمہ داروں کے حوالے سے یہ کہا کہ پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں پوری طرح اس حملے سے باخبر تھیں۔ پھر پاکستان کے حکمرانوں نے کہا کہ ہم نے احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے دوسرے دن کہہ دیا کہ ہمارے سامنے کسی نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ امریکہ کا دوسرا سنگین مذاق یہ تھا کہ معذرت تو معذرت اس نے اس سنگین واقعہ پر، اس افسوس ناک اور دلسوز واقعہ پر رسمی اظہار افسوس کرنے سے بھی انکار کیا۔ بلکہ ایک بااثر سینیٹر میکلین نے یہ بھی کہہ دیا کہ آئندہ بھی اگر ہم نے ضروری سمجھا تو حملہ کریں گے۔

جناب چیئرمین! امریکہ کی تیسری ستم ظریفی یہ تھی کہ اس نے پاکستان کو، اس کی فوج کو بالواسطہ طور پر بھی اور کھلے الفاظ میں بھی نااہلی کا طعنہ دیا کہ تم سے اپنے یہ لوگ کنٹرول میں نہیں آتے ہم انہیں تباہ کریں گے، ہم انہیں کنٹرول میں لائیں گے۔ ہمارے دوست محترم رضا صاحب ساری ذمہ داری جنرل مشرف، ان کی حکومت اور امریکہ سے ہٹا کر وہاں کے لوگوں پر یا بقول ان کے غیر ملکی مہمانوں پر ڈال رہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے میں

اور یہ نااہلی کے طعنے کی جو بات ہے۔ نااہلی کا طعنہ دیا کہ تم یہ نہیں کر سکتے ہم خود کریں گے۔ وہی بات ہوئی کہ

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہوں میں\
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

حالانکہ نااہلی کا طعنہ اگر کسی کو دیا جاسکتا ہے تو وہ خود امریکہ ہے، اس کی intelligence ہے جو پہلے بھی اپنا "سکہ" عراق میں منوا چکی ہے۔ اپنی باخبری کا سکہ۔ وہاں بھی انہوں نے کہا کہ وسیع پیمانے پر مکمل تباہی کے ہتھیار WMDs وہاں موجود ہیں لیکن ایک بھی برآمد نہ کر سکے۔ اور ان کی intelligence کی ناکامی ظاہر اور باہر ہوئی۔ اب بھی ایسا ہوا انہوں نے ایک غلط lead پر ایک غلط information پر حملہ کیا اور اپنی نااہلی کا پردہ فاش کیا۔ مگر ستم یہ ہے کہ امریکہ کو اپنی intelligence کی ناکامی پر کوئی افسوس ہے اور نہ اس افسوس ناک حملے پر کوئی افسوس ہے۔

جناب چیئرمین! ویسے بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ پاکستان کی کسی ایسی حکومت کے احتجاج کو کیوں کر اہمیت اور وقعت دے جو خود وزیرستان میں ' سرحدی علاقوں میں پاکستان کے settled علاقوں میں 'بلوچستان میں اپنے ہی شہریوں کی ہلاکت کی ذمہ دار ہے۔ •

(شیم شیم کی آوازیں)

ایک ایسی حکومت جو عوام کو جوابدہ ہے اور نہ پارلیمنٹ کو جوابدہ ہے اسے امریکہ کی حکومت کیوں کر خاطر میں لائے ۔ جو حکومت خود انسانی خون ' مسلمان کے خون ' پاکستانی کے خون کو اہمیت نہیں دیتی اور اس کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتی ہے وہ کس طرح کسی اور سے اس خون کا حساب مانگ سکتی ہے۔ امریکہ سے کس طرح اس خون کا حساب مانگ سکتی ہے ؛ جب کہ خود ان کے ہاتھ اس خون سے رنگے ہوئے ہیں ۔ حکومت کی اسی سوچ اور ذہنیت کا اظہار جناب وزیراعظم نے کیا۔ جب امریکہ کے دورہ پر جانے سے پہلے انہیں کہا گیا کہ جناب کیا آپ اس دورے کو ملتوی کریں گے ؛ واقعتاً ہم بھی سمجھتے ہیں کہ ان میں جرأت نہیں اس کو ملتوی کرنے کی لیکن الفاظ مناسب استعمال کر سکتے تھے۔ انہوں نے adding insult to injury الفاظ استعمال کیے کہ میں اس چھوٹے سے واقعہ کو بنیاد بنا کر اپنے دورے کو ملتوی نہیں کرسکتا اور اسی سوچ کا اظہار جناب جنرل مشرف صاحب نے کیا۔ ٹی وی پر قوم سے خطاب کر رہے ہیں۔Dams کی بات کرتے ہیں ' بلوچستان کے لوگوں پر اور وہاں کے سرداروں پر الزام تراشی کرتے ہیں لیکن ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے ایک حالیہ اہم واقعہ جو پاکستان کی sovereignty کے خلاف ہوا تھا اس کے بارے میں ۔ایک وزیر صاحب جن کا الیاس بلور صاحب نے ذکر خیر کیا وہ شروع ہی سے کہتے چلے آئے ہیں۔ جیسے رضا صاحب کہہ رہے تھے indirectly وہ بھی کہتے چلے آ رہے ہیں کہ اگر ہم خود اپنے علاقوں میں کارروائی نہ کرتے ' اگر ہم خود نہیں کریں گے تو امریکی کریں گے۔ اب وہ اس بات کا جواب دیں کہ ہم خود بھی کرتے ہیں ' وہ ہم سے بھی کرواتے ہیں اور خود بھی کارروائی کرتے ہیں اب اس کا کیا جواب دیں گے۔وہ کہتے ہیں اگر ہم خود وزیرستان میں کارروائی نہیں کریں گے تو امریکی خود کریں گے اور ہمارا تورہ بورہ بنا دیں گے۔ اب ہم اپنے عوام کا خود بھی تورہ بورہ بنا رہے ہیں اور امریکہ سے بھی بنوا رہے ہیں۔ اس پر جو احتجاجی مراسلہ دیا گیا ہے اس کو آپ دیکھیں۔ اس میں اظہار افسوس تو تھوڑا بہت ہے' مذمت کا کوئی لفظ اس کے اندر شامل نہیں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ

یہ ہے کہ ایک تابعدار ملازم کو احتجاج کا حق کوئی نہیں دیتا۔ اپنے کسی تابعدار ملازم کو جس نے بار بار اپنی تابعداری ثابت کی ہے اسے کوئی احتجاج کا حق نہیں دیتا۔ اگر وہ اپنے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے رسمی احتجاج کرے بھی تو کوئی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ ہمارے وزیر خارجہ نے جو الفاظ یا بیانات اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں، ضرورت پڑنے پر انہیں نکال لیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب بھی شاید اس کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ قرارداد آپ نے منظور کر لی ہے اور بات ختم کر دی ہے۔ اتنا بھی نہیں ہوا کہ یہاں پر ایک رسمی بیان دیتے۔ حکومتی پالیسی بیان غلط سہی، جو کچھ انہوں نے کہنا تھا یہاں کہتے۔ یہ بھی آپ نے گوارا نہیں کیا۔ اس سے جو message جائے گا وہ سب کو معلوم ہے۔ ایک رسمی قرارداد ہے۔ وزیر خارجہ یا ان کے نائب جو یہاں پر موجود ہیں انہوں نے کوئی ضروری نہیں سمجھا کہ اس بحث کو سمیٹا جائے اور سرکاری موقف کو floor of the House پر دیا جائے۔ بہرحال ہمارے وزیر خارجہ صاحب اگر بیان دیتے بھی تو مجھے یقین ہے کہ دو واقعات انہوں نے ضرور بیان کرنے تھے۔ جتنی نرم آواز میں وہ امریکیوں کے سامنے بولتے ہیں اتنی ہی دبنگ آواز میں یہاں واقعات پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ ایک تو ہم نے امریکہ کے کہنے پر عراق میں فوج نہیں بھیجی۔ دوسرا ہم نے International Atomic Agency میں امریکہ کے دباؤ اور امریکہ کے کہنے کے باوجود ایران کے خلاف ووٹ نہیں دیا بلکہ abstain کیا۔

جناب چیئرمین! صورتحال کو ہمیشہ مجموعی طور پر دیکھنا چاہیے۔ اگر آپ ۱۰۰ میں سے ۹۸ معاملات میں امریکہ کی بے دام غلامی کرتے ہیں اور تابعداری کرتے ہیں تو اس سے پھر پتا چل جاتا ہے کہ دو ایک معاملات میں جو آپ نے تابعداری نہیں کی تو وہ بھی ان کی اجازت سے اور ان کو بتا کر کیا کہ ہمارے پلے بھی کچھ عزت رہنے دیں، کچھ تو ہم اپنے عوام کو بتا سکیں کہ دیکھیں! فلاں فلاں معاملات میں ہم نے اختلاف کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر یہ اختلاف عراق کے معاملے میں یا ایران کے معاملے میں خود اعتمادی سے کیا گیا ہوتا، اپنے ہی فیصلے کے تحت کیا گیا ہوتا تو امریکہ ضرور ہمیں ایک self respecting country کے طور پر دیکھتا کہ یہ اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ خواہ ۱۰۰ میں سے ۲ میں کیا لیکن انہوں نے اپنے طور پر کیا۔ وہ ایک self respecting country کے طور پر دیکھتا اور اسے اس قسم کی حرکتیں کرنے کی اور حملے

کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی اجازت سے اور ان کی منت خوشامد کرکے ۲ معاملات میں اختلاف کیا گیا ریکارڈ بنانے کے لیے، عوام کو بتانے کے لیے اور پارلیمنٹ میں اپنا پہلو بچانے کے لیے۔ ان کو پتا ہے کہ انہوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے۔ امریکہ نے سوچا کہ چلو عراق پر حملے کی آپ ہر لحاظ سے حمایت کرتے جائیں، فوجیں بے شک نہ بھیجیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر ساجد میر، جناب چیئرمین! جس طرح امریکہ نے بے دریغ اور بلا روک ٹوک حملہ کیا اور اس پر رسمی معذرت سے بھی انکار کیا، ان کے Secretary of State نے صاف کہا کہ میں اس کی مذمت کروں گی اور نہ اظہار افسوس کروں گی، اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ کچھ باتیں understanding ہیں یا ہو سکتا ہے کہ کوئی معاہدہ ہو اس بات کا کہ آپ جب چاہیں ہمارے کسی علاقے کو تورا بورا بنائیں، اس پر حملہ کریں، ہمارے شہریوں کو ہلاک اور شہید کریں۔ ہم رسمی طور پر کبھی کبھی احتجاج کر لیں گے۔ Please don't mind it. یہ اس قسم کی understanding ہے جو چل رہی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس افسوس ناک واقعہ کو الگ سے اور isolation میں نہیں لینا چاہیے بلکہ حکومت کو اپنی پوری پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ تابعداری اور غلامی کی یہ پالیسی نہیں چھوڑیں گے تو پاکستان کی خود مختاری اور حفاظت ایک خواب رہے گی۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Now I think we have to adjourn the House. The House stands adjourned and we will meet again on Friday, 27th January at 10.30 a.m. Thank you very much.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, 27th January, 2006 at 10.30 a. m.]